فقہی مسائل گروپ

100 مختصر فتاویٰ

(حصہ 3)

از ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی عفی عنہ

نظرِ ثانی ابو احمد مفتی انس رضا قادری مدنی دامت برکاتہم

پیشکش: الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے کہنے کا حکم

سوال: مفتی صاحب، ایک جملہ مشہور ہے، انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے، کیا یہ جملہ دُرست ہے؟ (سائل: فیصل چوہدری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

یہ جملہ بالکل غلط، باطل اور سخت معنی رکھتا ہے، انسانیت کوئی مذہب نہیں، شرعاسب سے بڑا مذہب دین اسلام ہے اور انسانیت کی خدمت ہمارے مذہب کا حصہ ہے۔ دہریہ لوگ جو خُدا اور مذہب کے منکر ہیں وہ اس جملے کو عام کرتے ہیں کہ لوگ مذاہب سے آزاد ہوکر فقط انسانیت کی خدمت کریں۔ اگر کوئی اسلام کی نفی کرتے ہوئے یا سب مذاہب کو ایک جیسا سمجھ کر انسانیت کو مذہب پر فوقیت دے تو مسلمان نہ رہے گا، لہذا ایسے جملوں سے پرہیز لازم ہے۔

قرآن پاک میں ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

(القرآن، آل عمران، آیت 19)

مسلم شریف میں ہے: **من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه** یعنی تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہے وہ اُسے نفع پہنچائے۔ [صحیح مسلم، کتاب السلام، باب إستحباب الرقية من العين]

فتاوی ہندیہ میں ہے: **من شك في إيمانه ۔۔ ومن اعتقد أن الإيمان والكفر واحد فهو كافر ومن لا يرضى بالإيمان فهو كافر كذا في الذخيرة۔** یعنی جسکو اپنے ایمان میں شک ہو۔۔ اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ ایمان وکفر ایک ہے یا کوئی ایمان پر راضی نہ ہو تو وہ کافر ہے۔ [الفتاوى الهندية، الباب التاسع، مطلب في موجبات الكفر، ۲/۲۵۷]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06 ربیع الاول 1445ء 23 ستمبر 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

قرآنی آیات کو بطور مزاح مختلف جملوں اور لطیفوں میں استعمال کرنا

سوال: مفتی صاحب، ایک آدمی نے پٹرول کی قیمت بڑھنے پر کہا: اے پاکستان والو! تم پر سائیکل فرض کر دی گئی جس طرح تم سے پہلے تمہارے باپ، دادا پر فرض کی گئی تھی، تاکہ تم پٹرول سے بچ سکو۔ ایسا کہنے کا کیا حکم ہے؟ (چوہدری مہراب حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں قرآنی آیت کا استہزاء ہے، اور قرآن مجید کی آیات کا مذاق اڑانا، اور لطیفوں وغیرہ میں استعمال کرنا کفر ہے، ایسے شخص پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة، أو عاب كفر.... أو ملأ قدحا، وجاء به وقال: {وكأسا دهاقا}، أو قال: {فكانت سرابا} بطريق المزاح، أو قال عند الكيل والوزن، {وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون} بطريق المزاح.... أو دعا إلى الصلاة بالجماعة فقال: أنا أصلي وحدي إن الله تعالى قال {إن الصلاة تنهى}.... كفر في هذه الصور كلها** یعنی اگر کسی نے قرآنی آیت کا انکار کیا یا مذاق اُڑایا یا عیب لگایا تو کافر ہو جائے گا..... یا کسی نے پیالہ بھر کے لایا اور بطور مزاح یہ قرآنی آیت پڑھی وكأسا دهاقا یعنی چھلکتا جام، یا بطور مذاح یہ آیت پڑھی فكانت سرابا یعنی پانی کی طرح چمکتی ریت، یا ناپ تول کے وقت بطور مزاح یہ آیت پڑھی وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون یعنی جب وہ ناپ تول کرتے تو کمی کرتے... یا کسی نے کسی کو باجماعت نماز کی طرف بُلایا، اُس نے کہا میں اکیلے پڑھوں گا کیونکہ اللہ نے فرمایا إن الصلاة تنهى (یعنی اُس نے عربی لفظ تنهى سے اُردو والا تنہا اکیلا مُراد لیا) تو یہ سب صورتیں کفریہ ہیں۔

[الفتاوی الھندیۃ کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، موجبات الکفر، 2/267]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 ربیع الاول 1445ء 19 ستمبر 2023ء



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

معجزہ ہو گیا یا معجزاتی طور پر فلاں بچ گیا کہنے کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب کسی کا کوئی کام رُکا ہوا ہو اور پھر اچانک ہو جائے یا کوئی شخص کسی خوفناک حادثے میں بچ جائے تو یہ کہنا کہ وہ معجزاتی طور پر بچ گیا، ایسے کہنا کیسا ہے؟ (سائل: مرسل عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سوال میں ذکر کردہ مقامات پر معجزہ کا لفظ استعمال کرنا منع ہے کیونکہ شریعت میں، اللہ کے نبی سے بعد از نبوت، خلاف عادت ظاہر ہونے والے فعل کو معجزہ کہا جاتا، اور عالم اسباب و فطری قوانین کے بر خلاف ہونے کی وجہ سے یہ فعل دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اسلیے اسے معجزہ (یعنی عاجز کر دینے والا) کہتے ہیں۔

یہ خیال رہے کہ منصب نبوت کے ساتھ خاص ہونے کے سبب یہاں اس لفظ کا استعمال منع ہے، البتہ یہاں کفر و بدمذہبی کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہاں پر نہ تو اس شخص کے لیے نبوت کا ثبوت مقصود ہے اور نہ ہی کسی سننے والے کا ذہن اس طرف جاتا ہے، بلکہ عموماً یہاں پر انسان کے عجز اور خالق کائنات کی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے، کہ انسان یہاں اپنے آپ کو بچانے سے بالکل عاجز تھا لیکن اسکے باوجود اللہ تبارک و تعالی نے، خلاف عادت اپنی قدرت کاملہ سے اسے بچا لیا۔ تاہم اس لغوی معنی کا اعتبار کرتے ہوئے بھی ایسے مقامات پر یہ لفظ استعمال کرنا منع ہے۔ شرح عقائد میں ہے: **وھی أمر یظھر بخلاف العادۃ علی ید مدعی النبوۃ عند تحدّی المنکرین علی وجہ یعجز المنکرین عن الإتیان بمثلہ** یعنی معجزہ وہ امر ہے جو نبی کے ہاتھ پر خلاف عادت ظاہر ہوتا ہے، منکرین کے چیلنج کرتے وقت، اس طور پر کے منکرین اسکی مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 صفر المظفر 1445ھ 20 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہنا

سوال: مفتی صاحب کیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہنا جائز ہے؟ (سائل: اعجاز احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

حضور علیہ السلام اللہ تبارک و تعالی کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں، لیکن عالم الغیب کہنا منع ہے، ہاں عالم غیب کہہ سکتے ہیں، کیونکہ لفظ **عالم الغیب** اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے، اسکا اطلاق اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور پر کرنا منع ہے جیسے رحمٰن کہ اگرچہ حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں مگر حضور کو رحمٰن کہنا منع ہے، یونہی حضور علیہ السلام عزت و جلال والے ہیں لیکن آپ علیہ السلام کے نام مبارک کے ساتھ لفظ **عزوجل** نہیں لگا سکتے اسی طرح اگرچہ حضور علیہ السلام بعطائے الہی غیب جانتے ہیں مگر عالم الغیب کہنا منع ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص 405، رضا فاؤنڈیشن)

حبیب الفتاوی میں ہے: جناب مکی تاجدار مدنی سرکار کو بعطائے رب جل جلالہ ماکان ومایکون، لوح محفوظ، عرش و کرسی، جنت و نار، حشر و نشر اور تمام کلیات و جزئیات کا علم غیب تھا لیکن لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کو حضور علیہ السلام پر، علمائے اہلسنت وجماعت نے منع فرمایا ہے۔۔۔ عالم غیب نکرہ ہے اور عالم الغیب معرفہ، عالم غیب کا اطلاق و استعمال علمائے اہلسنت و جماعت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز قرار دیا اور عالم الغیب کے اطلاق و استعمال کو بر ذات سید انام علیہ السلام منع فرمایا ہے۔ (حبیب الفتاوی، ص20، شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

21 ذوالحجۃ 1444ء 10 جولائی 2023ھ



شعر: عرش والے میری توقیر سلامت رکھنا
فرش کے خُداؤں سے اُلجھ بیٹھا ہوں کا حکم

سوال: مفتی صاحب ایک شعر مشہور ہے، عرش والے میری توقیر سلامت رکھنا : فرش کے سارے خُداؤں سے اُلجھ بیٹھا ہوں، کیا یہ پڑھنا درست ہے؟ **(سائل: رضوان ترک)**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ شعر پڑھنے یا لکھنا منع ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ اس شعر میں فرش کے ظالم لوگوں کو خُدا کہا گیا ہے، اگر شاعر کی مراد ان لوگوں کو خدا سمجھنا ہے تو یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کو خدا سمجھنا کفر ہے۔ اور اگر شاعر کی مراد معاشرے کے وہ طاقتور اور بااثر لوگ ہیں جو اپنے آپ کو خدا کی طرح سمجھے بیٹھے ہیں، جنکے شر سے اپنی حفاظت عزت وذات کی دعاو التجاء کرنا ہے تو پھر کفر و گمراہی نہیں لیکن یہ کہنا منع ہے کیونکہ اسطرح کے اشعار بعض اوقات سننے والے کے ذہن کو معنی فاسد کی طرف لیجاتے ہیں لہذا بچنا ہی بہتر ہے، نیز اول مصرع میں اللہ تبارک وتعالی کو عرش والا کہا گیا ہے جو کہ جائز ہے کیونکہ اس سے مراد عرش کا مالک ہے۔

نیز یہ بات یاد رہے کہ ایسا شعر پڑھنے والے پر بغیر سوچے سمجھے فورا کفر، گمراہی کا حکم لگانے کی اجازت نہیں، خصوصا جب پڑھنے والا مسلمان ہو تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہاں اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے خدائی کا دعوی نہیں کیا جارہا ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

10 صفر المظفر 1445ھ 28 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کسی انسان کو فرشتہ کہنا کیسا؟

سوال: مفتی صاحب اگر بندہ کسی مصیبت میں پھنس جائے، پھر اچانک کسی شخص کے سہارے سے بندہ اس مصیبت سے نکل جائے، تو کیا ایسے شخص کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو میرے لیے فرشتہ بن کر آیا؟
(سائل: مرسل عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مصیبت میں کسی شخص کے کام آنے کی وجہ سے اُس کو فرشتہ یا فرشتہ صفت انسان کہنے میں حرج نہیں جبکہ اُس شخص سے بشریت کی نفی مقصود نہ ہو اور حقیقی معصوم فرشتہ مراد نہ ہو۔ جیسے مصر کی عورتوں نے یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی وجہ سے کہا تھا مَا هٰذَا بَشَرًاؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ (القرآن، یوسف: 31) یعنی یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بڑی عزت والا فرشتہ ہے، ایسے ہی کسی نیک شخص کو فرشتہ صفت یا مصیبت میں کام آنے والے انسان کو فرشتہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی اہلسنت غیر مطبوعہ (دعوت اسلامی) میں ہے: اگر حقیقی معصوم فرشتے کا تصور نہ ہو تو کسی نیک آدمی کو فرشتہ یا فرشتہ صفت کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

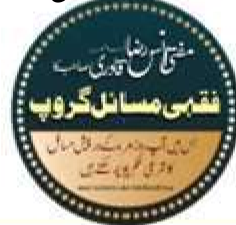
(فتاوی اہلسنت غیر مطبوعہ فتوی نمبر: Web-405 تاریخ اجراء: 14 محرم الحرام 1443ھ / 13 اگست 2022ء)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12 محرم الحرام 1445ء 31 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

اللہ عزوجل کو صابر کہنا

سوال: مفتی صاحب اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، تو کیا اللہ عزوجل کو صابر کہہ سکتے ہیں
(سائل: تجمل حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

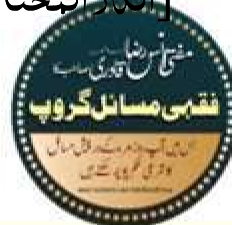
اللہ تبارک تعالیٰ کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا درست نہیں، کیونکہ اللہ عزوجل کے لیے اُنہی ناموں کا استعمال درست ہے جن کا معنی اللہ عزوجل کی ذات کے لائق ہو، اور وہ نام قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے لیے آئے ہوں۔ لفظ صابر نہ تو قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے لیے استعمال ہوا اور نہ ہی یہ لفظ اللہ کی شان کے لائق ہے کیونکہ صابر سے مُراد وہ ذات ہے جو کسی مصیبت، مشقت، پریشانی، مرض، تنگی و تکلیف وغیرہ پر صبر کرے، جبکہ یہ چیزیں اللہ عزوجل کے لیے مُحال ہیں، لہذا ذات باری تعالیٰ کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا دُرست نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: **أن مجرد إیھام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بھذا الکلام** یعنی محالِ قطعی والے معنیٰ کا تلفظ کرنے کے منع ہونے میں محض وہم ہی کافی ہے۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب الحظر والإباحۃ]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
ابوالحسن محمد حق نواز مدنی
23 محرم الحرام 1445ء 11 اگست 2023ھ



کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

سوال: مفتی صاحب، اعلی حضرت کے اس شعر : سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف :: کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا، پر سوال ہے کہ، طواف کرنا عبادت ہے تو کیسے کعبہ شریف نے شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا طواف کیا؟

(سائل: آدم علی قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مستند کتب سے یہ بات ثابت ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاء کرام کی زیارت کے لیے جاتا ہے، اور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے ، یہاں طواف سے مراد طواف عبادت نہیں، اسی بناء پر متعدد فقہائے کرام نے یہ فقہی مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ اگر بالفرض کعبہ شریف بطور کرامت اپنے جسم کے ساتھ کسی ولی کی زیارت کو گیا تو اُس جہت میں ہوا کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز ہو جائے گی۔ علامہ شہاب الدین آلوسی علیہ الرحمۃ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں : **قد سأل نجم الدين عمر النسفي مفتي الإنس والجن عما يحكى أن الكعبة كانت تزور إلخ هل يجوز القول به فقال نقض العادة على سبيل الكرامة لأهل الولاية جائز عند أهل السنة** یعنی (مفتی ثقلین امام نجم الدین عمر) سے سوال ہوا کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ کعبہ شریف کسی ولی کی زیارت کے لیے جاتا ہے؟ تو (مفتی جن وانس) نے جواب دیا، اولیاء کے لیے بطور کرامت کسی چیز کا خلاف عادت واقع ہونا، اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔ [شهاب الدين، تفسير الألوسي ، روح المعانی، تحت سورہ یس، ۱۲/۱۵]

بحر الرائق، طحطاوی، شامی وغیرہ متعدد کتب فقہ میں ہے : **لو ذهبت الكعبة لزيارة بعض الاولياء فالصلاة الى هوائها، ومثله في الولوالجية** یعنی اگر کعبہ شریف کسی ولی کی زیارت کو گیا تو نماز اُسی رُخ ہوا کی طرف پڑھیں گے۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، باب العدة، فصل فی ثبوت النسب، ۵۵۱/۳]



واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

21 صفر المظفر 1445ء 08 ستمبر 2023ھ

اسلام میں داڑھی ہے، داڑھی میں اسلام نہیں، کہنا کیسا؟

سوال: مفتی صاحب، یہ جملہ کہنا کیسا ہے، اسلام میں داڑھی ہے داڑھی میں اسلام نہیں؟ (سائل: نوید غزالی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

داڑھی شریف شعائر اسلام میں سے ہے، اسے حقیر جاننا یا اس پر طعن و تشنیع کرنا کفر ہے۔ اس بات میں تو کوئی شک ہے ہی نہیں کہ دین اسلام میں داڑھی کے علاوہ دیگر کئی فرائض، واجبات، سنتیں اور حقوق بھی شامل ہیں، اور ان سب کے مجموعے کو دین اسلام کہتے ہیں، صرف داڑھی ہی کامل دین نہیں۔ لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم کسی فرض واجب یا سنت وغیرہ کا یہ کہہ کر انکار کرتے جائیں کہ اس میں اسلام نہیں۔

داڑھی رکھنا یا نہ رکھنا ایک الگ بات ہے لیکن اگر شرعی احکام کے متعلق بندہ اس طرح کے جملے کہنا شروع کر دے تو دین کا مذاق بن جائے گا، مثلا بے حیا لوگ کہیں گے اسلام میں پردہ ہے، پردے میں اسلام نہیں۔ اسلام میں نکاح ہے، نکاح میں اسلام نہیں۔ بے نمازی کہیں گے، اسلام میں نماز ہے، نماز میں اسلام نہیں وغیرہ وغیرہ، یوں داڑھی کے ساتھ ساتھ پردہ، نکاح، نماز وغیرہ سب رُخصت ہو جائے گا۔ (العیاذ باللہ) عموما آج کل اس طرح کی باتیں داڑھی پر اعتراض کرنے والے یا اسکو ضروری نہ سمجھنے والے کرتے ہیں، لہذا ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **ولو قال: أين چه رسم است سبلت بست كردن ودستار بزير كلو آوردن فإن قال ذلك على سبيل الطعن في سنة رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ فقد كفر كذا في المحيط** یعنی اگر کسی نے مونچھ پست کرنے یا عمامے کا شملہ کمر تک لٹکانے کو کہا کہ یہ کیسی رسم ہے تو اگر یہ اُس نے سنت رسول میں طعن کے طور پر کہا تو وہ کافر ہو گیا، ایسا ہی محیط میں ہے۔ [مجموعة من المؤلفين، الفتاوى الهندية، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ۲/۲۶۵]

فتاوی رضویہ شریف میں ہے (داڑھی) اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار.... اور اس کی سنیت قطعی الثبوت، ایسی سنت کی توہین و تحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر کما هو مصرح في الكتب الفقهية والكلامية (جیسا کہ فقہ اور علم کلام کی کتابوں میں صراحۃً یہ مذکور ہے) (فتاوی رضویہ، ج 22، 571-573)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

29 صفر المظفر 1445ء 16 ستمبر 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN--FIQH ACADEMY

قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قرآن پاک میں اِلْ یاسین سے مراد؟

سوال: مفتی صاحب قرآن پاک کی آیت سلام علی اِلْ یاسین میں اِلْ یاسین سے کون مراد ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اِلْ یاسین ِ سے مراد بھی حضرت الیاس علیہ السلام ہیں جن کا تذکرہ اس سے پچھلی آیت میں ہے۔ جیسے سینا اور سِیْنِیْن دونوں طورِ سینا ہی کے نام ہیں، ایسے ہی الیاس اور اِلْ یاسین ایک ہی ذات کے نام ہیں۔

علامہ شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: وھو لغۃ فی الیاس کسیناء فی سینین فان کل واحد من طور سیناء وطور سینین بمعنی الآخر زید فی أحدھما الیاء والنون فکذا الیاس والیاسین ۔۔۔فیکون الیاس والیاسین شخصا واحدا یعنی الیاسین الیاس ہی کی ایک لغت ہے، جیسے سینین میں ایک لغت سیناء بھی ہے کیونکہ طور سیناء اور طور سینین میں سے ہر ایک دوسرے کے معنی میں ہے، ایک میں یا اور نون کا اضافہ کیا گیا ہے، ایسے ہی الیاس اور الیاسین میں۔۔۔پس الیاس اور الیاسین دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔

[روح البیان، سورۃ الصافات، آیت 130، ۷/۴۸۲]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12محرم الحرام 1445ء 31 جولائی 2023ھ



کیا کوئی روایت ہے کہ گلاب کا پھول حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا؟

سوال: کیا کوئی ایسی روایت ہے کہ گلاب کا پھول حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا؟ (سائل: جمال سلیمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

بعض کتب میں یہ روایت موجود ہے کہ معراج سے واپسی پر حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک کا قطرہ زمین پر گرا تو گلاب کا پھول پیدا ہوا، پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے میری خوشبو سونگھنی ہو وہ گلاب سونگ لے، البتہ محدثین نے اس روایت پر کلام کیا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں، علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ المقاصد الحسنہ میں اس روایت کو ذکر کیا اور اس پر محدثین کے حوالے سے کلام فرمایا: عن أنس، رفعه: **لما عرج بي إلى السماء بكت الأرض من بعدي، فنبت اللصف من بكائها، فلما أن رجعت قطر من عرقي على الأرض، فنبت ورد أحمر، ألا من أراد أن يشم رائحتي فليشم الورد الأحمر** یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا حضور علیہ السلام کا فرمان روایت ہے کہ جب مجھے معراج پر لیجایا گیا تو زمین روئی جس سے گھاس بھوس، کانٹے دار پھول پیدا ہوئے، پھر جب میں پلٹا تو میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا، پھر سُرخ گلاب کا پھول پیدا ہو، جس نے میری خوشبو سونگھنی ہو وہ سرخ گلاب سونگ لے۔

حديث: إن الورد خلق من عرق النبي صلى الله عليه وسلم قال النووي: لا يصح، وكذا قال شيخنا: إنه موضوع یعنی نبی پاک علیہ السلام کے پسینہ مبارک سے پھول کے پیدا ہونے والی روایت کے متعلق علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ صحیح نہیں اور میرے شیخ (ابن حجر عسقلانی) نے فرمایا یہ موضوع ہے۔ [المقاصد الحسنة، الباب الأول، حرف الهمزة، ۲۱۶/۱]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

30 محرم الحرام 1445ء 18 اگست 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

گلے یا بازو میں تعویذ لٹکانا کیسا، کیا صحابہ کرام سے اسکا ثبوت ہے؟

سوال: مفتی صاحب گلے میں یا بازو میں تعویذ باندھنا کیسا ہے؟ (سائل: محمد فرقان اعوان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسے تعویذات جو قرآنی آیات، احادیث یا مقدس کلمات پر مشتمل ہوں جائز بلکہ باعثِ برکت اور روایات سے ثابت ہیں۔ السنن الترمذی میں ہے: أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال: إذا فزع أحدکم فی النوم فلیقل: أعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ، ومن ھمزات الشیاطین وأن یحضرون فإنھا لن تضرہ. فکان عبد اللہ بن عمرو، یلقنھا من بلغ من ولدہ، ومن لم یبلغ منھم کتبھا فی صك ثم علقھا فی عنقہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے گھبرا جائے، تو پڑھے: میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں اللہ کی ناراضی سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے، تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ سکھاتے تھے اور ان میں سے نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

[الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابواب الدعوات، حدیث نمبر: 3528، ۵/۴۲۹]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

03محرم الحرام 1445ء 22 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

حضور علیہ السلام کی ولادت مبارکہ والے سال تمام عورتوں کو بیٹے عطا کیے گئے

سوال: مفتی صاحب، کیا یہ حدیث کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر پورے مکے پاک میں بیٹے پیدا ہوئے، حوالہ دے دیں؟ (سائل: ابو معاویہ محبت رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

حضور علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کے صدقے، اس سال صرف مکہ پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام اُن عورتوں کو جنکے ہاں اولاد ہوئی اللہ تبارک وتعالی نے بیٹے عطا فرمائے۔

یہ روایت المواہب اللدنیہ، الخصائص الکبری سیرت حلبیہ، شرح زرقانی علی المواہب، تاریخ الخمیس وغیرہ سیرت کی کتب میں موجود ہے: **وكان قد أذن الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورًا كرامة لمحمد صلى الله عليه وسلم** یعنی اللہ تعالی نے اس سال دنیا کی تمام (حاملہ) عورتوں کو اذن فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی تعظیم کے لیے، اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں۔

(المواهب اللدنيه، باب آيات ولادت صلى الله عليه وسلم - الخصائص الكبرى للسيوطی)

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

09 ربیع الاول 1445ء 27 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کیک کاٹنا

سوال: مفتی صاحب، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کیک کاٹنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی خوشی کے موقع پر کیک کاٹنا جائز ہے، شرعا کوئی ممانعت نہیں، البتہ کیک پر کعبہ شریف یا گنبد پاک کے نقشے پر یا کسی مقدس نام پر چُھری چلانا بے ادبی ہے، اس سے بچا جائے۔

فتاوی اہلسنت میں ہے: کیک (cake) پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا نام مبارک، کعبہ معظمہ یا گنبد خضریٰ کا نقشہ بنا کر اس پر چھری چلانا، اس کو کاٹنا ادب کے خلاف ہے، اس میں یہ قباحت ہے کہ لوگ کہیں گے: کیک کاٹنے والے نے گنبد خضریٰ یا کعبہ معظمہ کو کاٹ دیا، ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا، ان کو کھالیا، معاذ اللہ۔ اور حکم شرع یہ ہے کہ جس طرح آدمی کے لئے برے کام سے بچنا ضروری ہے، یوہیں برے نام و بری نسبت سے بھی بچنا چاہیے۔

(ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اکتوبر 2021، دارالافتاء اہلسنت دعوت اسلامی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

09 ربیع الاول 1445ھ 27 ستمبر 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

لکڑی کی جائے نماز پاک کرنے کا طریقہ

سوال: مفتی صاحب ہماری ایک لکڑی کی جائے نماز ہے، اس پر بچے نے پیشاب کر دیا اب اس کو پاک کس طرح کیا جائے؟

(سائل: یامین شاہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

1 اگر لکڑی کی جائے نماز پر پالش وغیرہ نہ ہوئی ہو یا دراڑیں وغیرہ ہوں کہ نجاست دراڑوں کے اندر چلی جاتی ہے، تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔

2 اگر اس پر پالش ہو اور دراڑیں نہ ہوں تو دھونے کے علاوہ کسی پاک کپڑے وغیرہ سے اس طرح صاف کر دینے سے بھی پاک ہو جائے گی کہ نجاست کا اثر بالکل ختم ہو جائے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف في كل مرة .....(ومنها المسح إذا وقع على الحديد الصقيل الغير الخشن كالسيف والسكين والمرآة ونحوها نجاسة من غير أن يموه بها فكما يطهر بالغسل يطهر بالمسح بخرقة طاهرة.** اور جن چیزوں کو نچوڑا نہیں جا سکتا (جیسے لکڑی) وہ تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ خشک کرنے سے پاک ہو گی... اور نجاست دور کرنے کا ایک طریقہ نجاست کو بغیر پانی سے دھوئے محض صاف کر دینا بھی ہے، یہ تب ہے جب نجاست کسی پالش کیے ہوئے بے کھردرے لوہے وغیرہ پر لگے جیسے تلوار، چھری آئینہ اور اسکی مثل، پس یہاں جیسے نجاست دھونے سے پاک ہو گی ایسے ہے کسی پاک کپڑے کے ساتھ پونچھنے سے بھی پاک ہو جائے گی۔ [الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول]

بہار شریعت میں ہے: آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں۔ (بہار شریعت، نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ، ج 1، حصہ 2، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

13 صفر المظفر 1445ھ 31 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

ناپاک جگہ پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنا

سوال: مفتی صاحب کیا ناپاک کارپیٹ پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ سکتے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سردی، گرمی اور گرد وغیرہ سے بچنے کے علاوہ جائے نماز بچھانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر بالفرض نیچے والی جگہ ناپاک ہو تو بھی نماز ہو جائے، ورنہ نماز کے لیے جائے نماز کا ہونا ضروری نہیں۔ ایسی صورت میں اگر جائے نماز کے نیچے والی نجاست خشک ہو چکی ہے کہ جائے نماز پر نہ لگے گی تو نماز ہو جائے گی بشرطیکہ جائے نماز ایسے موٹے کپڑے کی ہو کہ اس میں نجاست جذب نہ ہو اور اسکا اثر بو وغیرہ بھی ظاہر نہ ہو۔

رد المحتار میں ہے: وکذا الثوب اذا فرش علی النجاسة الیابسة فان کان رقیقا یشف ماتحتة او توجد منه رائحة النجاسة علی تقدیر ان لها رائحه لاتجوز الصلوة علیه وان کان غلیظا بحیث لایکون کذلك جازت یعنی اسی طرح کپڑا کہ جب وہ خشک نجاست پر بچھایا جائے تو اگر وہ باریک ہو کہ جو اپنے نیچے (موجود نجاست کو) جذب کرے، یا اس میں بو والی نجاست ہونے کی صورت میں نجاست کی بو آئے تو اس پر نماز جائز نہیں اور اگر وہ کپڑا موٹا ہو اور ایسا نہ ہو تو اس پر نماز جائز ہے۔

[الدر المختار و حاشیة ابن عابدین، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، 1/626]

بہارِ شریعت میں ہے: (دبیز کپڑا) نجس جگہ بچھا کر پڑھی اور اس کی رنگت یا بو محسوس نہ ہو، تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست و مصلّی میں فاصل ہو جائے گا کہ بدنِ مصلی کا تابع نہیں۔۔۔ اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی، جو ستر کے کام میں نہیں آسکتا، یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو، نماز نہ ہوئی۔

(بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 478، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

27 ذوالحجۃ 1444ء 16 جولائی 2023ھ



دانتوں پر کور یا کلپ وغیرہ چڑھا ہو تو وضو غسل کا حکم

سوال: مفتی صاحب، میں نے تین چار دانت خراب ہونے کے باعث ان پر کور چڑھایا ہوا ہے، اصلی دانت نیچے ہیں، جب غسل کرتا ہوں تو ان تک پانی نہیں جاتا، کیا میرا غسل ہو جاتا ہے؟ (سائل: لالہ عرفان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں اگر آپ وہ کور با آسانی اُتار سکتے ہیں تو اُتار کر وضو غسل کرنا ہو گا، اور اگر وہ کور ایسا فکس ہے کہ با آسانی نہیں اُترے گا یا نقصان ہو گا تو اُتارنا لازمی نہیں اسی طرح غسل ہو جائے گا۔

در مختار میں ہے: **(لا) يجب (غسل ما فيه حرج كعين) وإن اكتحل بكحل نجس (وثقب انضم و) لا (داخل قلفة)....وفی السعودی إن أمكن فسخ القلفة بلا مشقة يجب وإلا لا** یعنی اسکو دھونا ضروری نہیں جس میں حرج ہو جیسے آنکھ اگرچہ ناپاک سُرمہ لگایا ہو، اور بند سُوراخ کو دھونا بھی ضروری نہیں، اور داخل قلفہ کو دھونا بھی ضروری نہیں، اور مسعودی میں ہے اگر قلفہ کو بغیر مشقت کے کھولنا ممکن ہو تو داخل قلفہ کو دھونا بھی لازم ہے ورنہ نہیں۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الطهارة، فروض الغسل، ۱/۱۵۳]

فتاوی ہندیہ میں ہے: **ولو انكسر ظفره فجعل عليه دواء او علكا فان كان يضره نزعه مسح عليه وان ضره المسح تركه** یعنی اگر کسی کا ناخن ٹوٹ جائے اور اُس نے اُس میں دوا یا گوند رکھی ہوئی ہے، تو اگر اُس کا ہٹانا نقصان دہ ہو تو اُس پر مسح کرے اور اگر مسح بھی نقصان دہ ہو تو مسح بھی چھوڑ دے۔ [الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب الخامس، الفصل الثاني]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

29 صفر المظفر 1445ء 16 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY
AL RAZA QURAN-FIQH ACADEMY
قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

دانتوں میں پھنسے کھانے کے ذرات اور غسل

سوال: مفتی صاحب میں نے غسل کیا، نماز کے بعد پتہ چلا دانتوں میں آم کے ایک دو بال پھنسے ہوئے تھے، کیا ایسے غسل ہو جائے گا؟ (سائل: مہر رضوان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں غسل ہو جائے گا اور نماز بھی ہو جائے گی، کیونکہ عموما دانتوں میں پھنسے ہوئے کھانے کے باریک اجزاء جیسے آم کے بال وغیرہ پانی کے لیے رکاوٹ نہیں بنتے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ ان باریک اجزاء کو بھی دانتوں سے نکال دیا جائے۔

حاشیۃ الطحطاوی، ہندیہ اور بحر الرائق میں ہے: **ولو کان سنہ مجوفا أو بین أسنانہ طعام أو درن رطب یجزیہ؛ لأن الماء لطیف یصل إلی کل موضع غالبا کذا فی التجنیس** یعنی اگر کسی کا دانت کھوکھلا ہو یا اُس کے دانتوں کے درمیان کھانا یا تر میل ہے تو پانی بہانا کفایت کرے گا، کیونکہ پانی ایک لطیف چیز ہے جو عموما ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق، کتاب الطھارۃ، احکام الغسل، ۱/۴۹]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

07 صفر المظفر 1445ء 25 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

سوتے وقت منہ سے نکلنے والا پانی (رال) پاک ہے یا ناپاک

سوال: مفتی صاحب سوتے وقت منہ سے جو پانی آتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک، کیونکہ بعض اوقات وہ کپڑوں پر بھی لگ جاتا ہے؟
(سائل: غلام مصطفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوتے میں انسان کے منہ سے نکلنے والا پانی (رال) پاک ہے، اگرچہ یہ پانی بدبودار ہو یا پیٹ سے آئے، اس سے کپڑے نہیں ناپاک ہوتے۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: الماء الذی یسیل من فم النائم طاھر فی الأصح یعنی سوتے ہوئے انسان کے منہ سے نکلنے والا پانی صحیح قول کے مطابق پاک ہے۔[البنایۃ شرح الھدایۃ، کتاب الطھارت، انواع النجاسۃ، ۱/۷۴۲]

حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق میں ہے: قال الولوالجی ماء فم النائم إذا أصاب الثوب فھو طاھر سواء کان من البلغم أو منبعثا من الجوف۔۔ وعلیہ الفتوی یعنی علامہ ولوالجی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والا پانی جب کپڑوں کو لگ جائے تو وہ کپڑے پاک ہی رہیں گے خواہ وہ پانی بلغم سے بنے یا پھر پیٹ سے آئے، اور اسی پر فتوی ہے۔

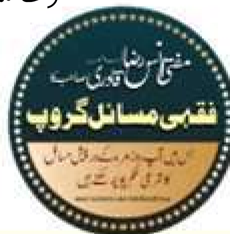
(حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق، باب الانجاس)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

01 محرم الحرام 1445ھ 20 جولائی 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کوا دودھ میں منہ ڈال دے تو اسکے استعمال کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب اگر کوا دودھ میں منہ ڈال دے تو کیا اس دودھ کو استعمال کر لینا چاہیے؟ (سائل: محمد نعمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

کوے کا جوٹھا مکروہ ہے جبکہ اسکی چونچ پر گندگی وغیرہ کا علم نہ ہو، اور اسکا جوٹھا مالدار شخص کے لیے مکروہ ہے جبکہ فقیر محتاج کے لیے مکروہ نہیں۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: وسؤر سباع الطير مكروه وعن أبي يوسف ـ رحمه الله ـ أنها إذا كانت محبوسة يعلم صاحبها أنه لا قذر على منقارها لا يكره ۔ وكذا سؤر ما لا يؤكل لحمه من الطير طاهر مكروه استحسانا یعنی چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں کا جوٹھا مکروہ ہے، اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے جب یہ پرندہ قید ہو اور مالک کو معلوم ہو کہ اس کی چونچ پر گندگی نہیں تو اسکا جوٹھا مکروہ بھی نہیں۔۔ اور ایسے ہی جن پرندوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا انکا جوٹھا مکروہ ہے۔

[الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، 1/24]

مکروہ جوٹھا کھانے پینے کے متعلق الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: قال في الكامل إنما يكره ذلك في حق الغني لأنه يقدر على بدله أما في حق الفقير لا يكره للضرورة یعنی کامل میں فرمایا کہ یہ غنی کے حق میں مکروہ ہے کیونکہ وہ اسکے بدل پر قادر ہے جبکہ فقیر کے حق میں ضرورت کے سبب مکروہ نہیں [الجوهرة النيرة على القدوری، كتاب الطهارة]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

02 ذی الحج 1444ھ 21 جون 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وعلی آلك واصحابك یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

بلی اگر سالن وغیرہ سے کچھ کھالے تو بقیہ سالن کھانے کا حکم

سوال: بلی اگر سالن گھی وغیرہ سے کھالے تو کیا باقی سالن ناپاک ہو جاتا ہے، اور اسکے استعمال کا حکم کیا ہے؟

(سائل: جمعہ گل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے، اور مالدار شخص کے لیے اسکے جھوٹے کو کھانا مکروہ ہے جبکہ فقیر محتاج کے لیے مکروہ نہیں، نیز اگر بلی کے منہ پر خون وغیرہ نجاست لگے ہونے کا علم ہو تو اب اس کا جھوٹا ناپاک ہو گا۔

قدوری شریف مع جوہرہ نیرہ میں ہے: **السؤر المكروه فهو سؤر الهرة -- أما كراهة سؤرها فهو قولهما وعند أبي يوسف ليس بمكروه وهل كراهيته عندهما كراهة تحريم أو تنزيه الصحيح أنها كراهة تنزية --- إذا أكلت من شيء يكره أكل باقيه قال في الكامل إنما يكره ذلك في حق الغني؛ لأنه يقدر على بدله أما في حق الفقير لا يكره للضرورة** یعنی طرفین کے قول کے مطابق بلی کا جھوٹا مکروہ ہے -- اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ بھی نہیں، پھر طرفین کے قول کے مطابق صحیح یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے --- اور جب بلی کسی چیز سے کچھ کھالے تو بقیہ کو کھانا مکروہ ہے، کامل میں فرمایا یہ کراہت غنی کے حق میں ہے کیونکہ وہ دوسرا کھانا کھانے پر قادر ہے جبکہ فقیر کے حق میں ضرورت کے پیش نظر مکروہ نہیں۔

[الجوهرة النيرة على مختصر القدوری، کتاب الطهارة، الأغسال المسنونه، 1/20]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12 صفر المظفر 1445ء 30 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

قیام میں بھولے سے درود ابراہیمی پڑھنا

سوال: مفتی صاحب اگر سجدہ کر کے کھڑے ہوئے اور قراءت کرنے کی بجائے درود شریف کے پڑھ لیا تو کیا حکم شرعی ہے؟ (سائل: طلحہ رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں اگر قراءت شروع کرنے سے قبل درود پڑھا تو نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں کیونکہ نماز کی تمام رکعات میں فاتحہ سے قبل قیام، ثناء کا محل ہے، اگرچہ ہر رکعت کے ابتداء میں ثناء پڑھنا خلاف اولی ہے۔ چونکہ درود میں حضور علیہ السلام کی ذات پر رحمت و برکت کی دُعا مانگی جاتی ہے، اور قراءت سے قبل قیام ذکر و دُعا کا محل بھی ہے، لہذا یہاں درود و دُعا وغیرہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ البتہ قراءت شروع کرنے کے بعد بھولے سے درود پڑھا تو سجدہ سہو لازم ہو گا۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ولو قرأ التشهد في القيام إن كان في الركعة الأولى لا يلزمه شيء وإن كان في الركعة الثانية اختلف المشايخ فيه، والصحيح أنه لا يجب، كذا في الظهيرية. ولو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها يلزمه سجود السهو وهو الأصح؛ لأن بعد الفاتحة محل قراءة السورة فإذا تشهد فيه فقد أخر الواجب وقبلها محل الثناء، كذا في التبيين ولو تشهد في الأخريين لا يلزمه السهو. یعنی اگر کسی نے قیام میں تشہد پڑھ لیا، تو اگر اس نے پہلی رکعت میں پڑھا، تو کوئی چیز لازم نہ ہو گی اور دوسری رکعت میں پڑھا، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا، ایسا ہی ظہیریہ میں ہے اور اگر کسی نے قیام میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے تشہد پڑھ لیا، تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہ ہو گا اور اگر فاتحہ کے بعد پڑھا، تو سجدہ سہو لازم ہو گا اور یہ زیادہ صحیح ہے، کیونکہ فاتحہ کے بعد محلِ قراءت ہے، جب اس نے تشہد پڑھا، تو واجب کو موخر کر دیا اور سورۂ فاتحہ سے پہلے محلِ ثنا ہے، ایسے ہی تبیین میں ہے، اور اگر آخری دو رکعتوں مین تشہد پڑھا تو سجدہ سہو لازم نہیں۔ [الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ١/١٢٧]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 محرم الحرام 1445ء 21 جولائی 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

تشہد میں وحدہ لاشریک لہ کا اضافہ کرنا

سوال: مفتی صاحب تشہد میں بھولے سے اشھد الا الہ الااللہ کے بعد وحدہ لاشریک لہ کا اضافہ کر دیا، نماز کا کیا حکم ہو گا؟ (سائل: انس ارشاد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تشہد میں ان الفاظ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اضافہ مکروہ تنزیہی ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں علامہ شامی نے الفاظ تشہد کے متعلق فقہاء کے اختلاف کو، افضلیت کا اختلاف قرار دینے کی تائید کی ہے:

جزم بہ فی النھر والخیر الرملی فی حواشی البحر حیث قال: اقول الظاھر ان الخلاف فی الاولویۃ ومعنی قولھم التشھد واجب ای التشھد المروی علی الاختلاف لا واحد بعینہ، وقواعدنا تقتضیہ، ثم رایت فی النھر قریبا مما قلتہ، وعلیہ فالکراھۃ السابقۃ تنزیھیۃ اقول: ویؤیدہ ما فی الحلیۃ حیث ذکر الفاظ التشھد المرویۃ عن ابن مسعود، ثم قال: واعلم ان التشھد اسم لمجموع ھذہ الکلمات المذکورۃ وکذا ما ورد من نظائرھا یعنی نہر الفائق میں اور امام خیر الدین رملی علیہ الرحمۃ نے بحر الرائق کے حواشی میں افضلیت والے قول پر جزم فرمایا، انہوں نے فرمایا: میں کہتا ہوں ظاہر یہی ہے یہ فقہاء کا اختلاف اولویت میں ہے، اور تشہد کے واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ روایت کیے گئے مختلف الفاظ تشہد سے کوئی بھی نہ کہ بعینہ کوئی ایک واجب ہے، اور ہم احناف کے اُصول بھی سی کا تقاضہ کرتے ہیں، پھر نہر میں بھی اسی کے قریب ہے جو میں نے کہا، اس بناء پر سابقہ کراہت تنزیہی ہے، میں (علامہ شامی) کہتا ہوں اس کی تائید حلیہ کی اس بات سے بھی ہوتی ہے: جان لو کلمات مذکورہ اور اسکی مثل جو بھی کلمات وارد ہوئے سب کے مجموعہ کا نام تشہد ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان تالیف الصلاۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

14 صفر المظفر 1445ء 01 ستمبر 2023ھ



قعدہ اخیرہ میں درود ابراہیمی کا تکرار

سوال: مفتی صاحب اگر امام قعدہ اخیرہ میں درود ابراہیمی دوبار بھول کر پڑھ دے تو کیا نماز ہو جائے گی، سجدہ سہو ہو گا یا نہیں؟ (سائل: غالب مرزا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں نماز ہو جائے گی، سجدہ سہو وغیرہ کی بھی حاجت نہیں کیونکہ درود ابراہیمی میں حضور علیہ السلام کی ذات پر درود و برکت کی دُعا مانگی جاتی ہے اور قعدہ اخیرہ ذکر و دُعا کا محل ہے، یہاں تشہد، درود و دُعا وغیرہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔

امام فخر الدین زیلعی علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں: ولو كرر التشهد في القعدة الأولى فعليه سجود السهو، وكذا إذا زاد على التشهد الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ۔۔۔ولو كرره في القعدة الثانية فلا سهو عليه؛ لأنها محل للذكر والدعاء یعنی اگر کسی نے قعدہ اولی میں تشہد کی تکرار کی تو اُس پر سجدہ سہو ہے اور ایسے ہی قعدہ اولی میں تشہد پر درود پاک کا اضافہ کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہے۔۔اور اگر دوسرے قعدہ میں تشہد کا تکرار کیا تو سجدہ سہو نہیں کیونکہ دوسرا قعدہ محل ذکر و دُعا ہے۔

[تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ۱/۱۹۳]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

21 ذوالحجۃ 1444ھ 10 جولائی 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

دوران نماز، قراءت کے آخر میں صدق اللہ العظیم پڑھنا

سوال: نماز مفتی صاحب میں نے نماز میں قراءت کے بعد سورت کے آخر میں غلطی سے صدق اللہ العظیم پڑھ دیا کیا نماز ہو جائے گی؟ (سائل: نور خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

نماز کے دوران سورت کے آخر میں صدق اللہ العظیم پڑھنے سے نماز ہو جائے گی کیونکہ ان کلمات سے معنی فاسد نہیں ہو رہے۔

در مختار میں ہے: ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفا، أو قدمه أو بدله بآخر..... لم تفسد ما لم يتغير المعنى یعنی اگر نمازی نے کسی کلمہ کا اضافہ کیا یا کمی کی یا کسی حرف میں کمی کی یا اسے مقدم کیا یا اسے کسی دوسرے حرف سے بدل دیا تو جب تک معنی فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہو گی۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ١/٦٣٣]

بہار شریعت میں ہے: کوئی کلمہ زیادہ کر دیا، تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں، اگر معنی فاسد ہو جائیں گے، نماز جاتی رہے گی.... اور اگر معنی متغیر نہ ہوں، تو فاسد نہ ہو گی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو۔ (بہار شریعت، قراءت میں غلطی ہونے کا بیان، ج 1، حصہ 3، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

12 صفر المظفر 1445ء 30 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے قبل امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب چار رکعت والی نماز میں قعدہ اولی میں بندہ شامل ہوا، ابھی اس نے تشہد کے چند الفاظ پڑھے کے امام صاحب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے، اب وہ بندہ تشہد مکمل پڑھے یا امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لیے فورا کھڑا ہو جائے (سائل: حافظ ناصر علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مقتدی پہلے مکمل تشہد پڑھے گا پھر کھڑا ہو گا، چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: إذا أدرك الإمام فی التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدی أو سلم الإمام فی آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدی التشهد فالمختار أن يتم التشهد یعنی جب مقتدی امام سے تشہد میں ملا، اور مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے قبل امام (تیسری رکعت کے لیے) کھڑا ہو گیا یا نماز کے آخر میں مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے قبل امام نے سلام پھیر دیا تو مختار قول کے مطابق مقتدی اپنا تشہد مکمل کرے گا۔

[الفتاوی الهندية، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل السادس فيما يتابع الامام۔-۱/۹۰]

فتاوی رضویہ میں سوال ہوا کہ مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے قبل امام کھڑا ہو جائے یا سلام پھیر دے تو مقتدی تشہد پوری کرے یا نہ تو اعلی حضرت نے فرمایا: ہر صورت میں پوری کر لے اگرچہ اس میں کتنی ہی دیر ہو جائے۔

(فتاوی رضویہ، ج 7، ص 52، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

23 ذیقعدۃ الحرام 1444ء 13 جون 2023ھ



اگر نمازی سے سجدہ سہو کا ایک سجدہ بھولے سے رہ جائے تو شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب کسی پر نماز میں سجدہ سہو واجب ہوا، بھولے سے اس نے صرف ایک ہی سجدہ سہو کیا، اب کیا نماز ہو جائے گی؟ (سائل: احسان اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

نماز میں سجدہ سہو واجب ہونے کی صورت میں سہو کے دو سجدے کرنا واجب ہوتا ہے، لہذا پوچھی گئی صورت میں اگر نمازی نے سلام کے بعد ابھی تک کوئی منافی نماز فعل مثلاً گفتگو وغیرہ نہیں کیا تو فوراً قعدہ کے انداز میں بیٹھ کر بقیہ ایک سجدہ ادا کرے پھر تشہد پڑھ کر نماز مکمل کر لے، اور اگر نمازی نے منافی نماز کوئی عمل کر لیا مثلاً گفتگو کر لی یا مسجد سے باہر نکل گیا تو نماز دوبارہ پڑھنی لازم ہے۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: ويجب سجدتان لأنه صلى الله عليه وسلم سجد سجدتين للسهو وهو جالس بعد التسليم وعمل به الأكابر من الصحابة والتابعين بتشهد وتسليم یعنی سہو کے لیے دو سجدے ایک تشہد اور سلام کے ساتھ واجب ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے سلام کے بعد بیٹھ کر دو سجدے کیے تھے، اور اکابر صحابہ تابعین کرام کا بھی اسی پر عمل ہے۔ [حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، صفحة ۴۶۰]

فتاوی اہل سنت (غیر مطبوعہ) میں ہے: کسی شخص کو نماز میں سہو ہوا، لیکن اس نے بھول کر دو سجدوں کے بجائے ایک ہی سجدہ کیا اور سلام پھیر دیا تو یہ ایک سجدہ کر لینا کافی نہیں ہو گا۔ اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا، جو نماز کے منافی ہو، مثلاً گفتگو وغیرہ، تو اُسی وقت دوبارہ قعدہ کے انداز میں بیٹھ کر ایک بقیہ سجدہ کرے، تشہد وغیرہ پڑھے اور نماز مکمل کر لے۔

(فتاوی اہلسنت دعوت اسلامی (غیر مطبوعہ) فتوی نمبر 7812)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06محرم الحرام 1445ء 25 جولائی 2023ھ



نماز میں پہلے بائیں جانب سلام پھیرنا

سوال: مفتی صاحب نماز میں پہلے الٹی (بائیں) جانب سلام پھیرا، پھر سیدھی (دائیں) جانب، تو نماز کا کیا حکم ہے؟ (سائل: سید جمال عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ایسا کرنا خلاف سنت ہے البتہ نماز ہو جائے گی، سجدہ سہو کی بھی حاجت نہیں، کیونکہ سنت کے ترک پر نماز کا فساد یا سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔

امام فخر الدین زیلعی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولو سلم على يساره قبل يمينه فلا سجود عليه؛ لأن الترتيب في السلام من باب السنة فلا يتعلق به وجوب السهو یعنی اگر نمازی نے دائیں سے قبل بائیں جانب سلام پھیرا تو اُس پر سجدہ سہو نہیں، کیونکہ سلام میں ترتیب سنت ہے تو اس (کے ترک) سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ۱/۱۹۳]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12محرم الحرام 1445ء 31 جولائی 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY -FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

فجر کی سنتوں کے بعد قضاء نماز پڑھنا

سوال: مفتی صاحب فجر کی سنت ادا کرنے کے بعد کیا قضا نماز فجر ادا کر سکتے ہیں؟ (سائل: محمد نعیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

فجر کی سنتوں کے بعد کوئی بھی قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں، یونہی فجر کے فرضوں کے بعد مکروہ وقت سے قبل قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **تسعة أوقات يكره فيها النوافل وما في معناها لا الفرائض. هكذا في النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة. كذا في فتاوى قاضي خان. منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر. كذا في النهاية والكفاية يكره فيه التطوع بأكثر من سنة الفجر.** یعنی نو اوقات میں نوافل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے نہ کہ فرائض، نہایہ و کفایہ میں ایسا ہی ہے، اور ان اوقات میں قضاء نماز پڑھنا، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے، قاضی خان میں ایسا ہی ہے، اُن نو میں سے ایک وقت طلوع فجر کے بعد سے نماز فجر تک ہے کہ اس میں سنت فجر کے علاوہ نوافل مکروہ ہیں۔ [الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في مواقيت الصلاة، الفصل الثالث، 1/52]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06 صفر المظفر 1445ھ 24 اگست 2023ء



جسکی ابھی داڑھی نہیں آئی اُسکی امامت

سوال: مفتی صاحب، ایک لڑکا ہے جس نے ایک پارہ حفظ کیا ہوا ہے، لیکن ابھی اسکی داڑھی نہیں آئی، کیا وہ جماعت کرا سکتا ہے، جبکہ کوئی اور ایسا نہیں جو جماعت کرائے؟ (سائل: نعیم شیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جسکی ابھی داڑھی آئی ہی نہیں، ایسا شخص اگر امامت کا اہل ہو یعنی مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، شرعی معذور نہ ہو، صحیح القراۃ ہو، سنی صحیح العقیدہ ہو اور فاسقِ معلن نہ ہو، تو اسکی امامت درست ہے، کیونکہ امامت کی صحت کا مدار بلوغت وغیرہ دیگر مذکورہ شرائط پر ہے، نہ کہ داڑھی پر، البتہ بے ریش امام کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز اگرچہ درست ہے، لیکن اگر وہ امرد یعنی پرکشش وخوبصورت لڑکا اور فساق کے لیے محلِ شہوت ہو، تو اس کے پیچھے نماز مکروہِ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ ہے۔

نورالایضاح میں ہے: **شروط صحۃ الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ من الاعذار** یعنی صحیح مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کی چھ شرطیں ہیں: اسلام، بلوغ، عقل، مرد ہونا، قراءت کا صحیح ہونا اور اعذار سے سلامت ہونا۔ (نور الایضاح مع الطحطاوی، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ)

فتاوی رضویہ میں سوال ہوا: کیا سولہ سالہ امرد کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: **نعم تجوز ان لم یکن مانع شرعی لانہ بالغ شرعا و ان لم تظھر الاثار، نعم تکرہ ان کان صبیحا محل الفتنۃ کما فی رد المحتار عن الرحمتی** یعنی ہاں جائز ہے اگر کوئی مانعِ شرعی نہ ہو کیونکہ شرعا وہ بالغ ہے اگرچہ بلوغت کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں، ہاں اگر وہ خوبصورت محلِ فتنہ ہو تو مکروہ ہوگی جیسا کہ ردالمحتار میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج6، ص612، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

08 ربیع الاول 1445ء 25 ستمبر 2023ھ



دوران نماز، تکبیرات انتقالات کا سنت طریقہ

سوال: مفتی صاحب بعض امام صاحبان نماز کے دوران رکوع یا سجدے میں جاتے وقت تکبیر نہیں کہتے بلکہ رکوع یا سجدے میں پہنچ کر یا قریب پہنچ کر تکبیر کہتے ہیں یونہی سجدے کے بعد سیدھے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر تکبیر پڑھتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ (سائل: انور شاہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

دوران نماز، ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت مثلاً رکوع سجود وغیرہ میں جاتے، اٹھتے وقت جو تکبیر وغیرہ کہی جاتی ہے، اس میں سنت یہ ہے کہ جیسے ہی نمازی اپنی حالت بدلنا شروع کرے، ساتھ تکبیر کا بھی آغاز کر دے، اور جیسے ہی اگلے محل میں پہنچ جائے تکبیر ختم کر دے، اسکے برعکس سوال میں بیان کیا گیا طریقہ خلاف سنت مکروہ تنزیہی ہے، لہذا اس سے بچنا چاہیے۔ رد المحتار میں ہے: **أن السنة كون ابتداء التكبير عند الخرور وانتهائه عند استواء الظهر** یعنی سنت یہ ہے کہ تکبیر کی ابتداء، رکوع کے لیے جھکتے وقت ہو اور انتہا، پیٹھ برابر ہوتے وقت ہو۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ ۱/۴۹۳]

بحر الرائق مکروہات کے بیان میں ہے: **فمنها أن كل سنة تركها فهو مكروه تنزيها..... وأن يأتي بالأذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال وفيه خللان تركها في موضعها وتحصيلها في غير موضعها** یعنی ہر سنت کا ترک مکروہ تنزیہی ہے.... اور انتقالات میں مشروع اذکار (تکبیر وغیرہ) کو منتقل ہونے کے بعد بجالانا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں دو خرابیاں ہیں، ایک خرابی یہ کہ ان اذکار کو اپنے محل میں نہ بجالانا اور دوسری یہ کہ انکو غیر محل میں ادا کرنا۔

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، 2/34]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

13 صفر المظفر 1445ھ 31 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

امام اور مقتدیوں کے درمیان فاصلہ

سوال: مفتی صاحب امام اور پہلی صف کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

(سائل: دین محمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

امام و مقتدی کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ مقتدی باآسانی اچھی طرح سجدہ کرلیں، اور حاجت سے زائد، زیادہ فاصلہ رکھنا مکروہ، خلاف سنت ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: فصل بقدر کفایت و حاجت ہو جس سے مقتدی بخوبی سجدہ کرلیں اور اس سے زائد فصل کثیر مکروہ و خلاف سنت ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 7، ص 141، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

19محرم الحرام 1445ء 07 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

امام اور ایک مقتدی قعدہ اخیرہ میں ہوں تو تیسرا آنے والا مقتدی کہاں بیٹھے؟

سوال: مفتی صاحب اگر امام صاحب کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو، بعد میں آنے والا تیسرا بندہ ان دونوں کو قعدہ اخیرہ میں پائے تو وہ کس طرف بیٹھے؟ (سائل: امین سلطانی کشمیری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں تیسرا آنے والا مقتدی امام کے ساتھ تھوڑا پیچھے بائیں طرف مل جائے۔

فتاوی شامی میں ہے: **وھذا کلہ عند الإمکان وإلا تعین الممکن، والظاھر أیضا أن ھذا إذا لم یکن فی القعدۃ الأخیرۃ وإلا اقتدی الثالث عن یسار الإمام ولا تقدم ولا تأخر** یعنی امام کا آگے یا مقتدیوں کا پیچھے ہونا اس وقت ہے جب ایسا کرنا ممکن ہو ورنہ بس ممکنہ صورت پر عمل ہو گا، اور ایسے ہی ظاہر یہی ہے کہ یہ آگے بڑھنے یا پیچھے ہونے کا حکم تب ہے جب قعدہ اخیرہ نہ ہو ورنہ آنے والا تیسرا مقتدی امام کے بائیں بیٹھے۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ۱/۵۶۸]

فتاوی رضویہ میں ہے: رہا یہ کہ جب نہ مقتدی ہٹے نہ امام بڑھے نہ وہ ذی علم ہو کہ یہ کھینچ سکے یا مثلاً امام قعدہ اخیرہ میں ہو جہاں ان باتوں کا محل ہی نہیں تو ایسی صورت میں اس آنے والے کو کیا کرنا چاہیے، اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہو اس کے بائیں ہاتھ پر یہ مل جائے کہ امام کے برابر دو مقتدیوں کا ہونا صرف خلاف اولٰی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج7، ص 62، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

13 صفر المظفر 1445ء 31 اگست 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

تنہا فرض پڑھنے کے بعد دوبارہ جماعت میں شامل ہونا

سوال: مفتی صاحب اگر کوئی شخص تنہا فرض نماز پڑھ لے، پھر وہ شخص اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے تو اس نماز کا کیا حکم، کیا وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے؟ (سائل: نظام الدین چشتی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایک ہی فرض نماز دو مرتبہ نہیں پڑھ سکتے، البتہ اگر کسی نے اپنے فرض پڑھ لیے ہوں تو فجر عصر اور مغرب کے علاوہ نمازوں میں نفل کی نیت سے جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے کیونکہ فجر و عصر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے اور مغرب کی نماز تین رکعت ہے جبکہ نفل تین رکعت نہیں ہوتے۔

طحطاوی شریف میں ہے: **ثم بعد الإتمام اقتدى متنفلا إن شاء وهو أفضل لعدم الكراهة، لا في العصر والفجر للنهي عن التنفل بعدهما، وفي المغرب للمخالفة لأنه صلى الله عليه وسلم قال: إذا صليت في أهلك ثم أدركت الصلاة فصلها إلا الفجر والمغرب** یعنی اکیلا اپنی نماز پڑھنے والا، نماز مکمل کرنے کے بعد اگر چاہے تو نفل کی نیت سے امام کی اقتدء کرلے (یعنی جماعت میں شامل ہو جائے)، یہ افضل ہے کراہت کے نہ ہونے کے سبب، اور عصر و فجر کے بعد اقتداء نہ کرے ان دونوں کے بعد نفل کے مکروہ ہونے کے سبب، اور مغرب میں بھی اقتداء نہ کرے مخالفت کے سبب کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم اپنے گھر نماز پڑھ لو پھر نماز (جماعت) کو پاؤ تو فجر و مغرب کے علاوہ نماز پڑھو۔

[حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب إدراك الفريضة، صفحة ۴۵۰]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

13 صفر المظفر 1445ھ 31 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

گھر میں میاں بیوی کا باجماعت نماز پڑھنا

سوال: مفتی صاحب اگر مسجد جانے میں دیر ہو گئی تو کیا شوہر بیوی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھا سکتا ہے؟ (سائل: ڈاکٹر وسیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرد کے لیے بغیر کسی شرعی عذر کے مسجد کی جماعت چھوڑنا جائز نہیں، البتہ اگر کسی وجہ سے چھوٹ گئی تو گھر میں میاں بیوی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ شوہر جماعت کرانے کا اہل ہو اور اس جماعت میں کوئی غیر محرم عورت شامل نہ ہو، بلکہ ایسی صورت میں مستحب ہے کہ بندہ گھر والوں کو جمع کر کے باجماعت نماز پڑھے، نیز اس صورت میں عورت، مرد کے برابر نہ ہو بلکہ اُسکا قدم شوہر کے قدم سے پیچھے ہو ورنہ دونوں کی نماز نہ ہو گی۔

الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: **ولو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده فقد أتى بفضيلة الجماعة، ولو نام أو سها أو شغل عن الجماعة فالمستحب أن يجمع أهله في منزله فيصلى بهم** یعنی اگر گھر میں اپنی زوجہ، لونڈی یا بچے کے ساتھ نماز پڑھی تو جماعت کی فضیلت مل گئی، اگر کوئی شخص سو گیا یا بھول گیا یا کسی وجہ سے اُسکی جماعت رہ گئی تو مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو گھر میں جمع کر کے نماز پڑھے۔ [الجوهرة النيرة على مختصر القدوری، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۱/۵۹]

البنایہ، شامی، بحر الرائق وغیرہ متعدد کتب فقہ میں ہے: **المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت إن كان قدمها محل أقدام الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة، وإن كان قدمها خلف قدم الزوج۔۔ جازت صلاتهما** یعنی اگر عورت نے گھر میں شوہر کے ساتھ نماز پڑھی تو اگر اسکا قدم شوہر کے قدموں کے ساتھ ہے تو دونوں کی نماز نہ ہوئی، اور اگر شوہر کے قدم سے پیچھے ہے تو دونوں کی نماز جائز ہے۔ [البنایۃ شرح الہدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی الإمامۃ، إمامۃ المرأۃ والصبی فی الصلاۃ، ۲/۳۴۹]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

21 صفر المظفر 1445ء 08 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

نماز عید میں تکبیریں بھول کر رکوع میں جانے والے امام کو لقمہ دینا

سوال: مفتی صاحب نمازِ عید پڑھاتے ہوئے امام صاحب دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تکبیرات کہے بغیر رکوع میں چلے گئے مقتدیوں نے لقمہ دیا، امام صاحب واپس لوٹ آئے، تکبیرات کہیں پھر رکوع کیا، آخر میں سجدہ سہو بھی کیا، کیا نماز ہو جائے گی؟ (سائل: محمد اسماعیل رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں کسی کی بھی نماز نہیں ہوئی، تفصیل یہ ہے کہ یہاں مقتدیوں کا لقمہ دینا جائز نہ تھا، کیونکہ یہاں امام کو حکم یہ تھا کہ وہ زائد تکبیروں کے لیے واپس نہ لوٹے۔ لہذا غلط لقمہ دینے کے سبب لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ گئی، پھر غلط لقمہ لینے کے سبب امام کی اور دیگر سب مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ گئی۔

ہدایہ شریف میں ہے: وإن فتح علی إمامه لم یکن کلاما فاسدا استحسانا.... ولو کان الإمام إنتقل إلی آیة أخری تفسد صلاة الفاتح وتفسد صلاة الإمام لو أخذ بقوله لوجود التلقین والتلقن من غیر ضرورة یعنی اگر کسی نے نماز میں اپنے امام کو لقمہ دیا تو استحسانا یہ کلام مفسد نماز نہیں، اور اگر امام ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر امام نے اُس کا لقمہ لیا تو امام کی بھی فاسد ہو جائے گی، بغیر ضرورت کے بتانے اور قبول کرنے کی وجہ سے۔

[الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، ۶۲/۱]

فتاوی فقیہ ملت میں اس صورت کے متعلق ہے: امام کے لیے حکم ہے کہ اگر زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے... لہذا مقتدی غلط لقمہ دینے کے سبب نماز سے خارج ہو گیا... امام اس کے بتانے سے لوٹا تو امام کی نماز گئی، اور اسکے سبب تمام مقتدیوں کی بھی نماز چلی گئی۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج1، ص254، شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نوازمدنی

19 ذوالحجۃ 1444ھ 09 جولائی 2023ء



کیا تین جمعے چھوڑنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے؟

سوال: مفتی صاحب ہمارے ہاں مشہور ہے کہ جو لگاتار تین جمعے چھوڑے وہ کافر ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ (حافظ محمد عبد اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جمعہ فرض عین ہے، اسکی فرضیت کا منکر کافر ہے، البتہ جمعہ فرض ہونے کی صورت میں بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنا ناجائز، حرام اور کبیرہ گناہ ہے لیکن اس سے بندہ کافر نہیں ہوتا، حدیث پاک میں بلاعذر تین جمعے چھوڑنے والے کو منافق کہا گیا ہے، اور ایک روایت میں سستی سے تین جمعے چھوڑنے والے کے دل پر (نفاق کی) مہر لگنے کی وعید ہے، لہذا اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وإن کانت کبیرۃ إذا لم یستحلھا ولا نزیل عنہ اسم الإیمان ونسمیہ مؤمنا حقیقۃ ویجوز ان یکون مؤمنا فاسقا غیر کافر یعنی ہم کسی کبیرہ گناہ کے سبب بھی کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کرتے، اور نہ ہی اُس سے ایمان کے زائل ہونے کا حکم لگاتے ہیں، ہم اُسے مومن ہی کہتے ہیں، اور کسی مومن کا فاسق غیر کافر ہونا ممکن ہے۔[أبو حنیفۃ النعمان، الفقہ الأکبر، لا نکفر مسلما بذنبہ، صفحۃ ۴۳]

بدائع الصنائع میں ہے: فالجمعۃ فرض لا یسع ترکھا ویکفر جاحدھا والدلیل علی فرضیۃ الجمعۃ الکتاب والسنۃ وإجماع الأمۃ یعنی جمعہ فرض ہے اسکے ترک کی گنجائش نہیں اور اسکی فرضیت کے منکر کی تکفیر کی جائے گی، جمعہ کی فرضیت قرآن حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ [بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ۱/۲۵۶]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06محرم الحرام 1445ء 25 جولائی 2023ھ



الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز جنازہ میں دو، تین تکبیریں رہ جائیں تو نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال: مفتی صاحب اگر بندہ نماز جنازہ میں اس وقت پہنچے جب دو یا تین تکبیریں ہو چکی ہوں تو نماز کیسے پڑھے؟

(سائل: آفتاب ملک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

یہاں دو صورتیں ہیں:

1- اگر بندے کو کسی ذریعے سے (مثلاً ساتھ والے کی قراءت سن کر) معلوم ہو جائے کہ امام کونسی تکبیر میں ہے تو وہی سے نماز جنازہ پڑھے مثلاً معلوم ہو جائے کہ امام نے ابھی تیسری تکبیر کہی تو یہ تکبیر کہتے ہو شامل ہو جائے اور دعائے جنازہ پڑھے، پھر امام کے ساتھ چوتھی تکبیر، امام کے سلام کے بعد اول تکبیر کہہ کر ثناء پڑھے، پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود پڑھے اور سلام پھیر دے۔

2- اور اگر کسی طرح معلوم نہیں ہو رہا کہ امام کونسی تکبیر میں ہے تو آنے والا مقتدی بالترتیب پہلی تکبیر سے شروع کرے، امام کے سلام کے بعد بقیہ تکبیریں پڑھ لے۔

فتاوی شامی میں ہے: وفی نور الإیضاح وشرحه أن المسبوق یوافق إمامه فی دعائه لو علمه بسماعه اھ ولم یذکر ما إذا لم یعلم، وظاهر تقییده الموافقة بالعلم أنه إذا لم یعلم بأن لم یعلم أنه فی التکبیرة الثانیة أو الثالثة مثلا یأتی به مرتبا: أی بالثناء ثم الصلاة ثم الدعاء یعنی نورالایضاح اور اس کی شرح میں ہے کہ مسبوق دعا میں امام کی موافقت کرے گا اگر اس کو کسی سے سننے پر امام کی تکبیر کا علم ہو جائے۔ اگر علم نہ ہو سکے تو اس کے حوالے سے کچھ مذکور نہیں۔ "موافقة بعلم" کی قید سے ظاہر ہے کہ اگر علم نہ ہو سکے کہ امام دوسری تکبیر میں ہے یا تیسری تو وہ ترتیب کے حساب سے پڑھے گا یعنی پہلے ثناء، پھر درود، پھر دعا پڑھے گا۔

[الدر المختار وحاشیة ابن عابدین رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ۲/۲۱۷]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

19 ذوالحجۃ 1444ء 09 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

غسل میت کے فرائض

سوال: مفتی صاحب غسل میت کے فرائض کیا ہیں؟ (سائل: صغیر احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غسل میت میں میت کے سارے جسم پر ایک دفعہ پانی بہانا فرض ہے اور تین دفعہ سنت، اسکے علاوہ اور کوئی فرض نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **والواجب هو الغسل مرة واحدة والتكرار سنة حتى لو اكتفى بغسلة واحدة أو غمسة واحدة فی ماء جار جاز، کذا فی البدائع** یعنی غسل میت میں ایک دفعہ دھونا ضروری ہے، اور تکرار سنت ہے، یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ دھونے یا مائے جاری میں ایک ہی مرتبہ غوطہ دیا تو جائز ہے، ایساہی بدائع الصنائع میں ہے۔

[الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثانی فی غسل المیت، 1/158]

بہار شریعت میں ہے: ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں۔

(بہار شریعت، میت کو نہلانے کا بیان، ج1، حصہ 4، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12محرم الحرام 1445ء 31 جولائی 2023ھ



میت کا جسم خراب ہو جائے تو غسل

سوال: مفتی صاحب ایک شخص کی میت کافی دنوں بعد ملی، بدبو بھی کافی زیادہ ہے اور جسم بھی کافی خراب ہو چکا، غسل دینے سے اُسکا جسم مزید خراب ہو گا یعنی کھال اُترے گی، کیا بغیر غسل نماز پڑھ کر دفنانے کی گنجائش ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کسی وجہ سے میت کا جسم خراب ہو جائے اور ہاتھ لگانا نقصان دہ ہو تو ہاتھ لگائے بغیر اُس پر پانی بہایا جائے، اور اگر پانی بہانا بھی نقصان دہ ہو تو تیمم کرایا جائے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: **ولو کان المیت متفسخا یتعذر مسحه کفی صب الماء علیه، کذا فی التتارخانیة ناقلا عن العتابیة** یعنی اگر میت کا جسم خراب ہو رہا ہو، اور ہاتھ لگانا مشکل ہو تو اُس پر پانی بہا دیں، تاتارخانیہ میں فتاوی عتابیہ سے ایسے ہی منقول ہے۔

[الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی غسل المیت، ۱/۱۵۸]

الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں ہے: **ویقوم التیمم مقام غسل المیت عند فقد الماء أو تعذر الغسل، کأن مات حریقا، ویخشی أن یتقطع بدنه إذا غسل بذلك أو بصب الماء علیه بدون دلك، أما إن کان لا یتقطع بصب الماء فلا ییمم، بل یغسل بصب الماء بدون دلك** یعنی پانی مفقود ہونے یا غسل کے مشکل ہوتے وقت تیمم، غسل میت کے قائم مقام ہے جیسے کوئی جل کر مرا اور خوف ہے کہ غسل دینے یا پانی بہانے سے اُس کے بدن کا گوشت کٹ جائے گا تو (تیمم کرائیں گے) بہر حال جب پانی بہانے سے جسم نہ کٹے تو تیمم نہیں کرا سکتے بلکہ جسم کو ہاتھ لگائے بغیر غسل دیا جائے گا۔

[الفقه علی المذاهب الأربعة، کتاب الصلاۃ، مباحث الجنائز، مبحث غسل المیت، 1/458]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

29 محرم الحرام 1445ء 17 اگست 2023ھ



میت کے نیچے بستر چٹائی وغیرہ بچھانا

سوال: کیا قبر میں میت کے نیچے بستر، چٹائی وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟ (سائل: عباس طاہر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قبر میں میت کے نیچے بستر، چٹائی وغیرہ بچھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ بغیر کسی وجہ کے مال کو ضائع کرنا ہے۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: **ویفرش فیه التراب ویکره أن یوضع تحت المیت فی القبر مضربة أو مخدة أو حصیرة أو نحو ذلك**، یعنی قبر میں مٹی کا فرش بنایا جائے گا، اور قبر میں میت کے نیچے رضائی، تکیہ، چٹائی یا اسی کی مثل کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے۔

[حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز]

فتاوی شامی میں ہے: **ولعل وجهه أنه إتلاف مال بلا ضرورة، فالكراهة تحريمية** اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بلا ضرورت مال کو تلف ضائع کرنا ہے۔ پس یہ مکروہ تحریمی ہے۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، ۲/۲۳۴]

بہار شریعت میں ہے: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 843، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

12 صفر المظفر 1445ھ 30 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

مسجد کی چھت پر سامان رکھنے کا کمرہ (سٹور) بنانا

سوال: مفتی صاحب، مسجد کا حال جہاں نماز پڑھی جاتی ہے اسکی چھت پر مسجد کا سامان رکھنے کے لئے کمرہ بنا سکتے ہیں؟

(سائل: ثاقب رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں عین مسجد کی چھت پر سامان رکھنے کے لیے کمرہ (سٹور) بنانے کی اجازت نہیں، ہاں فنائے مسجد یا اُسکے اُوپر بنا سکتے ہیں۔

درمختار میں ہے: **لو بنی فوقه بيتا للإمام لا يضر لأنه من المصالح، أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال عنيت ذلك لم يصدق تتارخانية، فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه** یعنی اگر مسجد کے اوپر امام کے لیے کمرہ بنایا تو اس میں حرج نہیں، کیونکہ یہ مصالح مسجد کے لیے ہے، اور اگر مسجد کے مکمل ہونے کے بعد کمرہ بنانے کا ارادہ ہے تو اُسے (واقف کو) منع کیا جائے گا، اگر واقف کہتا ہے میں نے اسکی نیت کی تھی تو بھی اُس کی تصدیق نہ کی جائے گی، پھر جب واقف کے لیے یہ حکم ہے تو غیر واقف کیسے بنا سکتا ہے، پس اس کمرے کو توڑنا واجب ہے۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الوقف، ۳۵۸/۴]

فتاوی فیض رسول میں سوال ہوا کہ تعمیر نو کے بعد مسجد کا ایک حصہ خالی پڑا ہوا ہے، کیا اس پر امام کا کمرہ، یا چٹائیاں رکھنے کا کمرہ یا مدرسہ بنا سکتے ہیں؟ تو جوبا ارشاد فرمایا: پہلی مسجد جس حصہ پر تھی اسکے کسی جزء پر غسل خانہ، حجرہ اور مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہیں، ہاں جو حصہ خالی پڑا ہے وہ اگر پہلے مسجد نہ تھا بلکہ فنائے مسجد تھا تو اب اس حصہ پر حجرہ اور مدرسہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔

(فتاوی فیض رسول، ج2، 371۔ شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

24 صفر المظفر 1445ء 11 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

بات کرتے وقت، اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، کہنے سے قسم کا حکم

سوال: کچھ لوگ قسم اٹھاتے وقت یوں بولتے ہیں، میں اللہ پاک کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، کہا اسطرح قسم اٹھانے سے قسم ہو جائے گی؟ (سائل: محمد وارث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اللہ تبارک وتعالی کو حاضر ناظر کہنا منع ہے، البتہ ان الفاظ کو ذکر کر کے کوئی بات کرنے سے قسم منعقد ہو جائے گی، ہدایہ شریف میں ہے: **ولو قال اقسم أو أقسم بالله أو أحلف أو أحلف بالله أو أشهد أو أشهد بالله فهو حالف لأن هذه الألفاظ مستعملة في الحلف،** یعنی اگر کہا میں قسم اُٹھاتا ہوں یا اللہ کی قسم اُٹھاتا ہوں یا حلف یا اللہ کا حلف اُٹھاتا ہوں، یا گواہی دیتا ہوں یا اللہ کی گواہی دیتا ہوں تو وہ قسم اُٹھانے والا ہے کیونکہ یہ الفاظ قسم میں مستعمل ہیں۔

[المَرْغِينانی، الهداية فی شرح بداية المبتدی، کتاب الایمان، ۳۱۸/۲]

بہار شریعت میں ہے: ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے، حلف کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں، خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں، مجھ پر قسم ہے۔ (بہار شریعت، قسم کا بیان، ج2، حصہ 9، مکتبۃ المدینہ)

رسالہ "قسم کے بارے میں مدنی پھول" میں ہے: بخدا، قسم سے، بحلفِ شرعی کہتا ہوں، اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں، اللہ کو سمیع بصیر جان کر کہتا ہوں، BY GOD یہ سب قسم کے الفاظ ہیں۔ اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں، اِس طرح کہنے سے قسم تو ہو جائے گی مگر اللہ عزوجل کو حاضِر ناظر کہنا ممنوع ہے۔

(قسم کے بارے میں مدنی پھول، مسئلہ نمبر 15، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



کتبــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12 صفر المظفر 1445ء 30 اگست 2023ھ

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا

سوال: مفتی صاحب کسی چیز کے بارے میں کہنا، فلاں کھانا مجھ پر حرام ہے یا تیرا کھانا مجھ پر حرام ہے، یا فلاں چیز کھاؤں تو حرام کھاؤں، ان الفاظ میں کیا حکم شرع ہے؟ (سائل: عزیر لغاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مندرجہ بالا الفاظ بولنے سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی، البتہ شرعا ان الفاظ کو قسم میں شمار کیا گیا ہے، لہذا جن چیزوں کے متعلق بندے نے ایسے الفاظ بولے ہوں اُنہیں کھانے سے قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: قال علیہ الصلاۃ والسلام: تحریم الحلال یمین، وکفارتہ کفارۃ یمین
یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی حلال کو حرام کرنا قسم ہے، اور اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

[الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الأیمان، فصل حروف القسم، 4/53]

فتاوی ہندیہ میں ہے: فمن حرم علی نفسہ شیئا مما یملکہ لم یصر محرما ثم إذا فعل مما حرمہ قلیلا، أو کثیرا حنث ووجبت الکفارۃ کذا فی الھدایۃ یعنی کسی نے اپنے اُوپر اپنی کسی چیز کو حرام کیا تو وہ حرام نہیں ہو گی، پھر اگر اُس کو تھوڑا یا زیادہ کیا (یا کھایا) تو وہ حانث ہو جائے گا اور اُس پر کفارہ لازم ہو گا، ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔

[الفتاوی الھندیۃ، کتاب الأیمان، الباب الثانی، الفصل الأول، ۲/۵۵]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

08 محرم الحرام 1445ء 27 جولائی 2023ھ



قسم توڑنے کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب قسم توڑنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ (سائل: اختر علی نوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

بعض قسموں کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے جبکہ بعض قسموں کو توڑنا ضروری، یونہی بعض اوقات قسم کو توڑنا مستحب اور بعض اوقات نہ توڑنا بہتر، البتہ یہ یادرہے کہ جب بھی یمین منعقدہ کو توڑے گا توقسم کا کفارہ دیناہوگا۔
المبسوط للسرخسی میں ہے: نوع منها يجب إتمام البر فيها، وهو أن يعقد على أمر طاعة أمر به، أو الامتناع عن معصية، وذلك فرض عليه قبل اليمين وباليمين يزداد وكادة ونوع لا يجوز حفظها وهو أن يحلف على ترك طاعة أو فعل معصية.... ونوع يتخير فيه بين البر والحنث، والحنث خير من البر.... ونوع يستوى فيه البر والحنث في الإباحة فيتخير بينهما، وحفظ اليمين أولى یعنی قسموں کی ایک نوع وہ ہے کہ اس میں قسم کا پورا کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا حکم دیا گیا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی، اور یہ قسم کھانے سے پہلے ہی اس پر لازم ہے اب قسم کھانے سے مزید تاکید ہوگئی. اور ایک نوع یہ کہ اس قسم کو پورا کرنا جائز نہیں، اور یہ قسم فرائض وواجبات نہ کرنے یا کسی گناہ کے کرنے کی قسم کھانا ہے. تیسری نوع یہ کہ قسم کو پورا کرنے اور توڑنے میں اختیار ہے، اور توڑنا بہتر ہے.... اور ایک نوع وہ کہ اس قسم کو پورا کرنے اور توڑنے دونوں کا اختیار ہے لیکن پورا کرنا زیادہ بہتر ہے. [السرخسی، المبسوط للسرخسی، کتاب الأیمان، ۸/۱۲۷]
بہار شریعت میں ہے: منعقدہ جب توڑے گا کفارہ لازم آئیگا اگرچہ اوس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو۔
(بہار شریعت، قسم کا بیان، ج 2، حصہ 9، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
01 ذی الحج 1444ء 20 جون 2023ھ



منت وقسم کی ایک صورت

سوال: مفتی صاحب کسی نے حرام فعل سے بچنے کے لیے منت مان لی مثلا کہا کہ اگر میں فلاں حرام کام کروں تو ایک لاکھ روپیہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرونگا، اب اگر وہ شخص یہ غلط کام کرتا ہے تو کیا اُسکو ایک لاکھ روپیہ صدقہ کرنے ہونگے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ شخص کو اختیار ہے چاہے وہ منت پوری کرے یعنی ایک لاکھ صدقہ کرے یا قسم کا کفارہ دے کیونکہ یہ لفظ ظاہری اعتبار سے منت کے ہیں لیکن معنوی طور پر قسم کا معنی دیتے ہیں کہ جیسے قسم میں مقصود اسطرح کے افعال سے رُکنا ہوتا ہے یونہی اس منت میں بھی منت ماننے والے کا اصل مقصود فعل حرام سے رُکنا ہے۔

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: وان علقه (بما لم يرده كإن زنيت بفلانة) مثلا فحنث (وفى) بنذره (أو كفر) ليمينه (على المذهب) لأنه نذر بظاهره يمين بمعناه فيخير ضرورة یعنی اگر نذر کو ایسی شرط کے ساتھ معلق کیا جسکا پورا ہونا وہ نہیں چاہتا مثلاً اگر میں فلاں سے زنا کروں تو (مجھ پر اتنے روزے) پس اگر حانث ہو گیا تو مختار مذہب پر نذر پورا کرے یا قسم کا کفارہ دے، کیونکہ یہ بظاہر لفظوں میں تو منت ہے لیکن معنوی اعتبار سے قسم ہے، لہذا ضرورۃ دونوں کا اختیار دیا جائے گا۔ [الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الأيمان، 3/739]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نوازمدنی

17 ذوالحجۃ 1444ء 06 جولائی 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کسی مرد یا عورت کو، اپنی اولاد کی ساس یا سُسر سے نکاح کرنا جائز ہے؟

سوال: مفتی صاحب کیا عورت اپنی اولاد کے سُسر سے نکاح کر سکتی ہے؟ (سائل: زعیم الحسن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی شخص کا اپنی اولاد کی ساس یا سُسر سے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ نکاح حرام ہونے کی اور کوئی وجہ نہ ہو، مشہور بزرگ محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کی ساس سے نکاح کیا تھا۔

المبسوط میں ہے: **ولا بأس بأن يتزوج الرجل المرأة، ويتزوج ابنه ابنتها أو أمها أو أختها أو عمتها أو خالتها أو ذات رحم محرم منها** یعنی کسی مرد کا ایک عورت سے نکاح کرنا، اور اُس مرد کے بیٹے کا اُس عورت کی بیٹی، ماں، بہن، پھوپھی، خالہ یا کسی بھی ذی رحم سے نکاح کرنا جائز ہے۔[الأصل للشیبانی ط قطر، کتاب النکاح، ۱۸۵/۱۰]

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: **ولا بأس أن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه أمها أو بنتها؛ لأنه لا مانع، وقد تزوج محمد بن الحنفية امرأة وزوج ابنه بنتها** کسی مرد کا ایک عورت سے نکاح کرنا، اور اُس مرد کے بیٹے کا اُس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ یہاں نکاح سے مانع کوئی چیز نہیں، اور محمد بن حنفیہ نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جسکی بیٹی سے آپ کے بیٹے نے شادی کی تھی۔

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات فی النکاح، ۱۰۵/۳]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

01 صفر المظفر 1445ھ 19 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

بدمذہب کے پڑھائے ہوئے نکاح کا حکم

سوال: مفتی صاحب میرا سوال یہ ہے کہ اگر کسی کا نکاح بدمذہب نے پڑھایا ہو کیا نکاح ہو جائے گا یا دوبارہ نکاح پڑھوانا ہوگا؟ (سائل: ارمان بابا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی بھی بدمذہب سے نکاح پڑھانے کی اجازت نہیں کہ اس میں بدمذہب کی تعظیم ہے جبکہ شرعا اسکی تعظم جائز نہیں، البتہ بدمذہب نے اگر کسی کا نکاح پڑھا دیا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ نکاح پڑھانے والے کی حیثیت صرف وکیل کی ہوتی ہے اور وکالت کے لیے مسلمان ہونا لازم نہیں، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی نے بدمذہب کے کفریہ عقائد پر مطلع ہو کر بطور تعظیم و تبرک اسے نکاح خوانی کے لیے بُلایا تو اس فعل شنیع سے توبہ، پھر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے۔

کنز العمال میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: إذا مدح الفاسق غضب الرب، فاھتزلذلك العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

[المتقی الھندی، کنزالعمال، کتاب الأخلاق، ۳/۵۷۵]

بدائع الصنائع میں ہے: فتجوز وکالۃ المرتد، بأن وکل مسلم مرتدا...وکذا لو کان مسلما وقت التوکیل، ثم ارتد، فھو علی وکالته إلا أن یلحق بدار الحرب، فتبطل وکالته یعنی مرتد کو وکیل بنانا جائز ہے، یعنی مسلمان نے مرتد کو وکیل بنایا (تو یہ جائز ہے) ... اور ایسے ہی مسلمان کو وکیل بنایا وہ بعد میں مرتد ہو گیا تو یہ وکالت باقی رہے گی، مگر جب وہ دارالحرب بھاگ جائے تو وکالت ختم ہو جائے گی۔

[بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الوکالۃ، فصل فی شرائط الوکالۃ، ۶/۲۰]

(فتاوی رضویہ، جلد 11، ص 220، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

27 ذوالحجۃ 1444ء 16 جولائی 2023ھ



کیا دولہا دلہن کا وکیل بن سکتا ہے؟

سوال: مفتی صاحب کیا دولہا خود اپنی دلہن کا وکیل بن کر نکاح کرا سکتا ہے؟ (سائل: عرفان سعید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جی دولہا خود اپنے نکاح میں لڑکی کی جانب سے وکیل بن سکتا ہے۔

ھدایہ میں ہے: وإذا أذنت المرأۃ للرجل أن یزوجھا من نفسہ فعقد بحضرۃ شاھدین جاز یعنی جب عورت نے مرد کو اپنے ساتھ نکاح کرانے کی اجازت دے دی، مرد نے دو گواہوں کی موجودگی میں عقد کر لیا تو نکاح ہو جائے گا۔

[المرغینانی، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب النکاح، ۱/۱۹۷]

بہار شریعت میں ہے: پانچ صورتوں میں ایک شخص کا ایجاب قائم مقام قبول کے بھی ہوگا:۔۔۔۔ایک طرف سے اصیل، دوسری طرف سے وکیل، مثلاً عورت نے اسے وکیل بنایا کہ میرا نکاح تو اپنے ساتھ کر لے اس نے کہا میں نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کیا (تو نکاح جائز ہے)۔

(بہار شریعت، نکاح کا بیان، ج2، حصہ 7، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 محرم الحرام 1445ء 21 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

نکاح کے وکیل کا کسی دوسرے سے ایجاب وقبول کرانا

سوال: مفتی صاحب، کیا نکاح کا وکیل آگے کسی اور سے ایجاب وقبول کرواسکتا، اگر ایسا کیا کیا حکم ہے؟ (سائل: حسنین شاہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وکیل کا آگے کسی اور کو وکیل بنانا اور اُس سے ایجاب وقبول کرانا دُرست نہیں، اگر ایسا کیا تو یہ نکاح اصل یعنی جسکی طرف سے ایجاب یا قبول کیا گیا اُسکی اجازت پر موقوف ہو گا، اگر اُس نے اس نکاح کو برقرار رکھا تو نافذ ہو جائے گا ورنہ نہیں، البتہ اگر وکیل بنانے والے نے وکیل کو آگے کسی دوسرے سے نکاح پڑھوانے کی بھی اجازت دی تو دوسرے سے بھی ایجاب وقبول کرا سکتا ہے۔ ہدایہ شریف میں ہے: **وليس للوكيل أن يوكل فيما وكل به لأنه فوض إليه التصرف دون التوكيل به....إلا أن يأذن له الموكل لوجود الرضا أو يقول له اعمل برأيك** یعنی وکیل کو جائز نہیں کہ جس میں اسے وکیل بنایا گیا، آگے کسی اور کو وکیل بنادے کیونکہ اس کو اس امر میں تصرف سپرد کیا گیا نہ کہ آگے کسی اور کو وکیل بنانا... مگر یہ کہ موکل اسے آگے وکیل بنانے کی اجازت دے یا یہ کہہ دے جو تمہیں مناسب لگے کرو۔

[الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الوکالۃ، ۱۴۸/۳]

نکاح فضولی کے متعلق فتاوی ہندیہ میں ہے: **فإن فعل ذلك فالنكاح موقوف على إجازتها فإن أجازته؛ جاز، وإن ردته بطل** اگر ایسا ہو تو اس کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ وہ جائز قرار دے تو جائز، اگر رد کردے تو وہ نکاح باطل ہو جائے گا

[الفتاوی الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء فی النکاح، 1/287]

نوٹ: دُولہا یا دُلہن کا مبارکباد یا تحفہ قبول کرنا، یا دُلہن کا دُولہے کے گھر آجانا بھی نکاح کی اجازت ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

08 ربیع الاول 1445ء 25 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کیا طلاق واقع ہونے کے لیے بیوی کا سننا یا وہاں موجود ہونا لازمی ہے؟

سوال: مفتی صاحب کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ اگر کوئی شخص تنہائی میں اپنی بیوی کو طلاق دے یعنی نہ اسکی بیوی موجود ہے نہ بیوی نے سنا ہو، نہ کوئی گواہ ہو تو کیا طلاق ہو جائے گی؟ (سائل: نظام الدین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

طلاق واقع ہونے کے لیے بیوی کا موجود ہونا یا اسکا سننا لازمی نہیں، یونہی کسی دوسرے فرد کا سننا بھی لازمی نہیں، بیوی موجود نہ ہو یا نہ بھی سنے تب بھی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

درمختار مع ردالمختار میں ہے: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية یعنی طلاق کا رکن مخصوص الفاظ ہیں، جو صراحتاً یا کنایۃً معنی طلاق پر دلالت کریں۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الطلاق، ركن الطلاق، ۳/۲۳۰]

فتاوی رضویہ میں ہے: طلاق کے لئے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سُننا ضرور نہیں بلکہ جبکہ شوہر اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل تھے (اگرچہ کسی غل شور یا ثقل سماعت کے سبب نہ پہنچی) عند اللہ طلاق ہو گئی، عورت کو خبر ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو مطلقہ جانے، ہاں اگر صرف دل میں طلاق دے لی تو بالاجماع نہ ہو گی، یا زبان سے لفظ تو کہے مگر ایسے کہ زبان کو صرف جنبش ہوئی آواز اپنے کان تک آنے کے بھی قابل نہ تھی تو مذہب اصح میں یُوں بھی نہ ہو گی۔ (فتاوی رضویہ، ج 12، 362، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

06 ذی الحجہ 1444ء 25 جون 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

میسج پر دی گئی طلاق کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب، میسج پر اپنی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟ (سائل: شاکر مرتضی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

1 اگر شوہر نے باقاعدہ طلاق کے عنوان کے ساتھ عورت کا نام وغیرہ لکھ کر واضح الفاظ میں طلاق دینے کا میسج لکھا تو طلاق ہو جائے گی، چاہے شوہر کی نیت ہو یا نہ ہو۔

2 اور اگر طلاق کا عنوان اور عورت کا ذکر کیے بغیر طلاق لکھی تو شوہر کی نیت کا اعتبار ہو گا، یعنی اگر طلاق کی نیت تھی تو طلاق ہو جائے گی۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: **وان کانت المستبینہ لکنھا غیر مرسومہ ان نوی الطلاق یقع والا فلا وان کانت مرسومۃ یقع الطلاق نوی اولم ینو** یعنی تحریری طلاق اگر مستبینہ (یعنی کاغذ تحت دیوار وغیرہ پر ایسی تحریر جو پڑھی جاسکے) غیر مرسومہ (عنوان، القاب وغیرہ کے بغیر) ہو تو اگر طلاق کی نیت ہو گی تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں، اور اگر مرسومہ (عنوان، القاب کے ساتھ) ہو تو طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، باب فی ایقاع الطلاق)

نوٹ: مذکورہ فتوی سوال کے مطابق صرف میسج پر طلاق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہے، باقی طلاقیں کونسی اور کتنی واقع ہوں گی یا کب واقع ہوں گی اس کا مدار لکھے گئے الفاظ پر ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

30 صفر المظفر 1445ء 17 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

عدت کونسی طلاق کے بعد شروع ہوگی پہلی دوسری یا تیسری؟

سوال: مفتی صاحب ایک طلاق کے بعد دوسرے ماہ میں شوہر کی طرف سے طلاق نہ آئے تو عدت کب سے ہوگی، اور اگر شوہر دوسرے ماہ طلاق دے، پھر تیسرے ماہ بھی تو عدت کب اور کونسی طلاق کے بعد شروع ہوگی، پہلی، دوسری یا تیسری کے بعد؟ (سائل: ام جنت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

طلاق کے فورا بعد عدت شروع ہو جائے گی، اگرچہ شوہر دوسری طلاق نہ دے، یونہی اگر عدت کے دوران شوہر دوسری یا تیسری طلاق دے بھی دے، تب بھی عدت پہلی طلاق کے بعد جو جاری ہے وہی رہے گی، نئے سرے سے نہ شروع ہوگی۔ بحر الرائق میں ہے: (قولہ ومبدأ العدۃ بعد الطلاق والموت) یعنی ابتداء عدۃ الطلاق من وقتہ وابتداء عدۃ الوفاۃ من وقتہا سواء علمت بالطلاق والموت أو لم تعلم یعنی طلاق و وفات کی عدت طلاق و وفات کے وقت سے ہے، عورت کو طلاق یا وفات کا علم ہو یا نہ ہو۔ [البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق، کتاب الطلاق، باب العدۃ، 4/157]

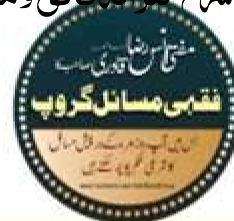
ایک اور مقام پر ہے: وفی البدائع: إذا وقع علیہا ثلاث تطلیقات فی ثلاثۃ أطہار فقد مضی من عدتہا حیضتان إن کانت حرۃ لأن العدۃ بالحیض عندنا وبقیت حیضۃ واحدۃ فإذا حاضت حیضۃ أخری فقد انقضت عدتہا یعنی بدائع الصنائع میں ہے جب عورت پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں تین طہروں میں اور اسکی عدت کے دو حیض گزر گئے جبکہ وہ آزاد عورت ہو کیونکہ ہمارے ہاں عدت حیض سے ہوتی ہے اور ایک حیض باقی رہ گیا پس جب عورت ایک اور حیض گزارے گی تو اسکی عدت ختم ہو جائے گی۔ [البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، کتاب الطلاق، ۳/۲۵۹]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

07محرم الحرام 1445ء 26 جولائی 2023ھ



شوہر کی وفات کا علم تاخیر سے ملنے پر بیوہ کی عدت کب سے شروع ہوگی؟

سوال: مفتی صاحب شوہر کو فوت ہوئے 6 ماہ گزر گئے، اور بیوی کو 6 ماہ بعد پتا چلا تو اب عدت کا کیا طریقہ ہوگا، خاوند کی موت بیرون ملک میں ہوئی، کسی وجہ سے رابطہ نہ ہونے کے سبب گھر خبر لیٹ ملی۔
(سائل: محمد سلیمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

شوہر کی وفات کے وقت سے عدت شمار ہوگی، لہذا صورت مسؤلہ میں اگر عورت حاملہ نہیں تو عدت مکمل ہو چکی، اور اگر ابھی حاملہ ہے تو عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش تک ہوگی۔

بحرالرائق میں ہے: (قوله ومبدأ العدة بعد الطلاق والموت) يعني ابتداء عدة الطلاق من وقته وابتداء عدة الوفاة من وقتها سواء علمت بالطلاق والموت أو لم تعلم حتى لو لم تعلم ومضت مدة العدة فقد انقضت یعنی طلاق ووفات کی عدت طلاق ووفات کے وقت سے ہے، عورت کو طلاق یا وفات کا علم ہو یا نہ ہو، اگر اُسے طلاق یا وفات کا اُس وقت معلوم ہوا جب عدت ختم ہو چکی تھی تو شرعاً اُس کی عدت مکمل ہو چکی۔

[البحر الرائق شرح کنزالدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، کتاب الطلاق، باب العدۃ، 4/157]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

03محرم الحرام 1445ء 22 جولائی 2023ھ



عدت کے دوران ہسپتال جانا

سوال: مفتی صاحب اگر کوئی عورت عدت میں ہو اور وہ بہت زیادہ بیمار پڑ جائے تو کیا اس کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاسکتے ہیں؟

(سائل: محمد ارشاد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عدت کے دوران عورت کو بغیر شرعی اجازت کے عدت والے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، اور اگر بہت سخت مجبوری ہو کہ سخت بیمار ہے اور ڈاکٹر بھی گھر پر نہیں آرہا تو بیماری کے لیے ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے نکل سکتی ہے لیکن جلد واپس آئے۔

قرآن پاک میں ہے: "لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ" ترجمہ: عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (القرآن، پارہ 28، سورۃ الطلاق)

بہار شریعت میں ہے: موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی اس سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی مگر بضرورت اور ضرورت کی صورتیں ہم آگے لکھیں گے آج کل معمولی باتوں کو جس کی کچھ حاجت نہ ہو محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت بولا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ ضرورت وہ ہے کہ اُس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ (بہار شریعت، عدت کا بیان، جلد 2، حصہ 8، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

02 ذی الحجہ 1444ء 21 جون 2023ھ



وزن کر کے زندہ جانوروں کی خرید وفرخت

سوال: مفتی صاحب کچھ جگہوں پر قربانی کے جانور وزن کر کے کلو کے حساب سے جو پیسے بنتے ہوں طے شدہ ریٹ پر) فروخت کرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟ (سائل: محمد ندیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وزن کر کے جانوروں کی خرید وفروخت جائز ہے، اگرچہ عادۃ جانوروں کو وزن کر کے نہیں بیچا جاتا لیکن اس میں شرعا کوئی ممانعت نہیں۔اور جانور کے سانس اندر لینے باہر نکالنے سے وزن میں جو معمولی سا فرق پیدا ہوتا ہے یہاں اسکا اعتبار نہیں کیونکہ ایسی چھوٹی موٹی جہالت جس سے مبیع یا ثمن حوالے کرنے میں دشواری نہ ہو (یعنی باعث نزاع نہ ہو) اس سے بیع کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

المحیط البرہانی میں ہے: جهالة المبيع أو الثمن مانعة جواز البيع إذا كان يتعذر معها التسليم، وإن كان لايتعذر لم يفسد العقد یعنی مبیع یا ثمن میں ایسی جہالت مانع جواز ہے جسکے سبب حوالے کرنا مشکل ہو،اور اگر جہالت ایسی ہو جسکے باعث حوالے کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو عقد فاسد نہیں ہوتا

[المحیط البرھانی فی الفقه النعمانی، کتاب البیع، الفصل السادس، ۳۶۳/۶]

فتاوی اہلسنت دعوت اسلامی (غیر مطبوعہ) میں ہے: زندہ جانور کو وزن کر کے خریدنا، بیچنا جائز ہے، اس میں شرعا کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی اہلسنت غیر مطبوعہ، ریفرنس نمبر 8480، تاریخ اجراء: 29 نومبر 2011)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

06 ذی الحج 1444ء 25 جون 2023ھ



گندم چاول یا دیگر غلہ وغیرہ بغیر وزن کے اندازے سے فروخت کرنا

سوال: مفتی صاحب، کیا گندم، چاول یا کوئی بھی خوراک وزن کیے بغیر ڈھیر کے حساب سے بیچنا، خریدنا جائز ہے؟

(سائل: محمد داؤد ترابی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

گندم یا چاول وغیرہ کی ڈھیری کو پیسوں کے عوض بغیر تولے بیچنا خریدنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر گندم کو گندم یا چاول کو چاول ہی کے بدلے بیچا جائے تو اب اندازے سے بیچنا جائز نہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: **عن أبي قلابة، قال: «إذا اختلف النوعان، فبع كيف شئت»** ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب دو چیزوں کی نوع مختلف ہو تو جیسے چاہے بیچ۔ (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضيه، باب في الحنطة بالشعير، حديث نمبر20599، 4/320)

ہدایہ شریف میں ہے: **ويجوز بيع الطعام والحبوب مكايلة ومجازفة، وهذا إذا باعه بخلاف جنسه .... بخلاف ما إذا باعه بجنسه مجازفة لما فيه من احتمال الربا** یعنی طعام، غلہ وغیرہ کی بیع ماپ تول اور اندازے دونوں طرح سے جائز ہے، اور یہ جواز تب ہے جب انکی بیع انکی جنس کے خلاف ہو .... انکی جنس کے ساتھ بیچنے کے برعکس (یعنی جنس والی صورت میں جائز نہیں) کیونکہ اس میں سود کا احتمال ہے۔

[الهداية في شرح بداية المبتدی، كتاب البيوع، ۳/۲۴]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

29 صفر المظفر 1445ء 16 ستمبر 2023ھ



تمباکو کا کاروبار کرنا

سوال: مفتی صاحب تمباکو کی فصل لگانا یا اسکا کاروبار کرنا کیسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تمباکو کا استعمال جائز ہے، البتہ اتنا کھانا کہ عقل سلامت نہ رہے جائز نہیں، لہذا تمباکو کی فصل اور اسکا کاروبار کرنا جائز بشرطیکہ سرکاری طور پر کوئی پابندی نہ ہو۔ جد الممتار علی رد المحتار میں ہے: ان الشئی اذا صلح فی حد ذاتہ بان یستعمل فی معصیۃ و فی غیرھا و لم یتعین للمعصیۃ فلم یکن بیعہ اعانۃ علیھا، لاحتمال ان یستعمل فی غیر المعصیۃ یعنی جب کوئی شے اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ اور گناہ کے علاوہ ہر دو طرح کے کام میں استعمال ہو سکتی ہو اور خاص گناہ کے لیے متعین نہ ہو، تو اُسے بیچنا گناہ پر مدد کرنا نہیں کہلائے گا، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ گناہ کے علاوہ کسی اور جائز کام میں استعمال کرلے۔(جد الممتار، جلد7، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ76، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: پان کھانا جائز ہے اتنا چونا بھی کہ ضرر نہ کرے اور اتنا تمباکو بھی کہ حواس پر اثر نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج24، ص، 558، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نوازمدنی

09 ذوالحجۃ 1444ء 28 جون 2023ھ



کسی کو جانور خرید کر اس شرط پر دینا کہ بیچنے پر جو نفع ہو گا وہ دونوں میں نصف نصف

سوال: مفتی صاحب میرا سوال یہ ہے کہ ہم کسی غریب کو ہزاروں کا جانور خرید کر دیں، کچھ سالوں بعد لاکھوں میں فروخت کر کے رقم آدھی آدھی کر لیں، کیا یہ درست ہے؟ (سائل: رضوان لودھراں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی کو جانور خرید کر پالنے کے لیے اس طور پر دینا کہ جو نفع ہو گا دونوں (مالک اور پالنے والا) نصف نصف کریں گے، جیسا کہ پوچھی گئی صورت میں، یہ عقد کرنا شرعا جائز نہیں، اگر ایسا کر لیا تو نفع جانوروں کے مالک کا ہے ہو گا اور مالک پر دیکھ بھال کرنے والے کی مزدوری اور چارہ کی قیمت لازم ہو گی، اسکے جواز کی صورت یہ ہے کہ جانور کا مالک، آدھا جانور، مخصوص رقم کے بدلے میں اس غریب شخص کو ادھار پر بیچ دے، بعد میں چاہے تو یہ رقم اس غریب کو معاف بھی کر سکتا ہے، اب جانور دونوں کے درمیان مشترک ہو جائے گا، نفع دونوں برابر برابر تقسیم کر لیں، یہ جائز ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ اس شرکت میں جانور کے چارے وغیرہ کے اخراجات دونوں پر ہوں گے، صرف پالنے والے پر اس کا خرچہ ڈالنا درست نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: دفع بقرۃ إلی رجل علی أن یعلفھا وما یکون من اللبن والسمن بینھما أنصافا فالإجارۃ فاسدۃ...والحیلۃ فی جوازہ أن یبیع نصف البقرۃ منہ بثمن ویبرئہ عنہ ثم یأمر باتخاذ اللبن والمصل فیکون بینھما یعنی ایک شخص نے دوسرے کو گائے دی کہ وہ گائے کو چارہ کھلائے، جو دودھ، گھی حاصل ہو گا وہ دونوں میں مشترک ہو گا، تو یہ اجارہ فاسدہ ہے...اس کے جواز کا حیلہ یہ ہے کہ مالک اس شخص کو آدھی گائے کچھ ثمن کے بدلے بیچ دے اور اس کو ثمن سے بری کر دے، پھر اس شخص کو دودھ، گھی اور لسی وغیرہ حاصل کرنے کی اجازت دے دے، تو اب نفع دونوں میں مشترک ہو جائے گا۔ [الھندیۃ، کتاب الإجارۃ]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 محرم الحرام 1444ء 21 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

(اشتہارات ADS WATCHING دیکھنے) یا CLIK (بٹن دبانے) سے پیسے کمانا

سوال: مفتی صاحب ایڈز واچنگ وغیرہ سے پیسے کمانا کیسا، تفصیل سے بتائیں؟ (سائل: عباد الرحمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مختلف ویب سائٹس یا ایپس کے ذریعے، مختلف کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد، اُن کی ایڈز دیکھنے یا کلک کرنے پر جو پیسے ملتے ہیں متعدد شرعی خرابیوں کی بناء پر یہ عقد کرنا اور پیسے کمانا جائز نہیں۔

1 شرائط کے مطابق معاہدہ کرنے والے کو اشتہار دیکھنے یا کلک کرنے کی اجازت تب دی جاتی ہے جب وہ مخصوص رقم مثلاً 5000 جمع کراتا ہے یا پھر اتنے کا پیکج کراتا ہے، اجارے میں ایسی شرط لگانا درست نہیں۔

2 اس میں اشتہارات دیکھنے اور کلک کرنے والوں کا یہ چیزیں خریدنے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا، محض دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا مقصود ہوتا ہے، اس سے اصل خریدار کو دھوکا ہوتا ہے۔

3 بعض اوقات اس میں ایک ہی شخص، ایک ہی اشتہار کو بار بار دیکھ یا کلک کر رہا ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اشتہار دیکھنے والے کثیر لوگ ہیں، جس سے کمپنی کی ریٹنگ میں اضافہ ہوتا ہے، پھر اصل خریدار کمپنی کی اس چیز کو عمدہ سمجھ کر خرید لیتا ہے، یہ صورت بھی جھوٹ اور دھوکے پر مشتمل ہے۔

4 محض ان اشتہارات کو دیکھنا یا ان پر کلک کرنا کوئی مقصودی منفعت نہیں جسکا اجارہ کرنا صحیح ہو۔

5 بعض اوقات یہ اشتہارات فحش مناظر یا میوزک وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

6 پہلے اکاؤنٹ بنانے والے کو، بغیر کسی عمل کے، ہر نیا اکاؤنٹ بننے پر مخصوص کمیشن ملتا رہتا ہے، بلا عمل کمیشن لینے کا یہ طریقہ کار بھی شرعاً درست نہیں۔

7 اگر کسی وجہ سے بندہ مخصوص مقدار میں اشتہار نہ دیکھ سکے یا کلک نہ کر سکے تو ابتداءً جمع کرایا ہوا پیسہ ڈوب جاتا ہے، یہ صورت قمار یعنی جوئے پر مشتمل ہے، وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا جھوٹ، دھوکے، عقد فاسد اور جوئے وغیرہ کے سبب ان کمپنیوں یا ویب سائٹس میں رجسٹریشن کرانا جائز نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 محرم الحرام 1445ء 21 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

مکان یا دکان پگڑی پر لینا، دینا

سوال: مفتی صاحب، پگڑی پر مکان یا دُکان لینا جائز ہے یا ناجائز؟ (سائل: راجہ عارف حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

ہمارے ہاں خرید و فروخت کا ایک طریقہ کار رائج ہے جسے پگڑی کا نام دیا جاتا ہے، چند خرابیوں کی بناء پر اس عقد کو صحیح بیع یا صحیح اجارہ نہیں کہہ سکتے، لہذا شرعا ایسا عقد کرنا جائز نہیں۔

تفصیل یہ ہے کہ اولا اس میں دُکان وغیرہ کا مالک ایک بڑی رقم کے عوض اپنی دُکان کو اس طرح فروخت کرتا ہے کہ وہ خریدنے والے سے ماہانہ کچھ کرایہ بھی وصول کرتا رہے گا۔

ثانیا پگڑی پر دُکان لینے والے کو دُکان میں کسی قسم کے رد وبدل کی اجازت نہیں ہوتی۔ ثالثا اسکو آگے بیچنے کی اجازت بھی نہیں ہوتی، ہاں صرف قبضہ دے سکتا ہے، اور اس پر بھی اصلی مالک مخصوص نفع لیتا ہے۔

رابعا پھر یہ شرط بھی ہوتی ہے کہ جب پانچ، دس سال بعد پگڑی پر لینے والا، اصلی مالک کو دُکان واپس کرے گا تو موجودہ وقت کے حساب سے مارکیٹ میں جو دُکان کی قیمت ہوگی اسکا نصف مالک سے لے کر دُکان واپس اسکے حوالے کر دے گا۔ خامسا اس دوران اگر اصلی مالک، دُکان کو آگے بیچنا چاہے تو پہلے وہ پگڑی پر لینے والے کو دُکان کی آدھی قیمت موجودہ وقت کے اعتبار سے دے گا پھر آگے بیچے گا وغیرہ وغیرہ۔

اس طریقہ کار کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اسکو خرید و فروخت مانا جائے تو پھر ماہانہ کرایہ وصول کرنے کی شرط ایک عقد کے اندر دوسرا عقد ہے جو ناجائز ہے، اسی طرح اس عقد میں مزید شروط فاسدہ بھی ہیں مثلا خریدار پر رد وبدل نہ کرنے اور آگے نہ بیچنے کی شرط جبکہ بیع میں اس قسم کی شرائط سے حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے، یونہی یہ اجارہ بھی نہیں بنتا بلکہ حق کی بیع ہے کہ حقیقتا مالک اپنی دُکان کا حق قبضہ دو چار لاکھ میں فروخت کر رہا ہے، جبکہ شرعاً حقوق مجردہ کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں، لہذا مروجہ پگڑی سسٹم جائز نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

21 ذوالحجۃ 1444ء 10 جولائی 2023ھ



کسی کو مکان دینا کہ فروخت کرکے اتنی رقم مجھے دے دینا باقی زائد تمہاری

سوال: مفتی صاحب ایک شخص نے اپنا مکان فروخت کرنے کے لیے بُروکر کو دیا اور کہا کہ مجھے مکان بیچ کر 60 لاکھ روپیہ دے دو، باقی اوپر تم جتنے کا مرضی بیچو وہ سب تمہارے، مطلب اگر مکان 63 لاکھ کا فروخت ہو تو تین لاکھ تمہارے 60 میرے، کیا یہ طریقہ شرعا جائز ہے، اور بروکر کو یہ تین لاکھ لینا جائز ہے؟ (سائل: رضا علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ صورت جائز نہیں کیونکہ یہاں مکان کا مالک، دوسرے کو اجارے پر، اپنا مکان بیچنے کا وکیل بنا رہا ہے اور اجرت معلوم نہیں بلکہ مجہول ہے معلوم نہیں مکان کتنے کا بکے گا، لہذا اس صورت میں مکان جتنے کا بھی بکے سب پیسے مالک مکان کے ہونگے اور وکیل کے لیے اجرت مثل۔

المبسوط میں ہے: **والاستئجار بأجرة مجهولة بمنزلة بيع بثمن مجهول....ثم البيع بثمن مجهول يكون فاسدا، فكذلك الاستئجار بأجرة مجهولة** یعنی مجہول اجرت پر اجارہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے مجہول ثمن پر کوئی چیز بیچنا.... تو جیسے مجہول ثمن پر خرید و فروخت فاسد ہے ایسے ہی مجہول اجرت پر اجارہ بھی فاسد ہے۔ [المبسوط للسرخسی، کتاب المزارعۃ، ۱۸/۲۳]

مجلۃ الاحکام میں ہے: **لو أعطى أحد ماله لدلال وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال وليس للدلال سوى الأجرة.** یعنی کسی نے بروکر کو مال دیا اور کہا کہ اتنے دراہم کا بیچ دو، بروکر نے اس سے زائد کا بیچا تو زائد دراہم مال کے مالک کے لیے ہوں گے اور بروکر کے لیے صرف اجرت ہو گی۔

[مجموعۃ من المؤلفین، مجلۃ الأحکام العدلیۃ، الباب السادس الفصل الرابع فی إجارۃ الآدمی، ۱/۱۰۷]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

23 محرم الحرام 1445ء 11 اگست 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

چندہ جمع کرنے والے کا، چندے سے کچھ فیصد اپنے لیے مقرر کرنا

سوال: مفتی صاحب مسجد یا مدرسہ کا چندہ کرنے والے چندہ کی رقم میں سے کچھ فیصد اپنے لیے مقرر کر لیتے ہیں مثلاً پچاس ہزار چندہ ہو تو دس ہزار میرا، کیا یہ جائز ہے؟ (سائل: محمد داؤد قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مسجد یا مدرسے کے لیے چندہ کرنے پر اجارہ کرنا جائز ہے، لیکن سوال میں بیان کی گئی صورت پر اجارہ جائز نہیں، کیونکہ اجارہ میں بوقت عقد اُجرت کا معلوم و مقرر ہونا ضروری ہے، جبکہ یہاں اُجرت مجہول ہے، معلوم نہیں چندہ کرنے والا اس ماہ کتنا چندہ کرے گا، اور اُسے کتنی اُجرت ملے گی، نیز اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ یہاں اُجرت اُسی چندے سے مقرر کی گئی ہے جو چندہ وہ جمع کرے گا، جبکہ شرعاً یہ قفیز طحان کی صورت ہے جو جائز نہیں، اسکا درست طریقہ کار یہ ہے کہ اس کو روزانہ یا ماہانہ ایک معین اُجرت پر رکھیں اور یہ نہ کہیں کہ اسی چندے میں سے اُجرت دی جائے گی بلکہ مطلقاً اُجرت رکھیں، بعد میں بے شک اسی چندہ سے دے دیں۔

المبسوط میں ہے: **والاستئجار بأجرة مجهولة بمنزلة بيع بثمن مجهول....ثم البيع بثمن مجهول يكون فاسدا، فكذلك الاستئجار بأجرة مجهولة** یعنی مجہول اجرت پر اجارہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے مجہول ثمن پر کوئی چیز بیچنا۔ تو جیسے مجہول ثمن پر خرید و فروخت فاسد ہے ایسے ہی مجہول اجرت پر اجارہ فاسد ہے۔ [کتاب المزارعة]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

05 صفر المظفر 1445ھ 23 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

بلا اطلاع نوکری چھوڑنے پر ملازم کی پورے ماہ کی تنخواہ کاٹنا یا جرمانہ کرنا

سوال: مفتی صاحب بلا اطلاع نوکری چھوڑ کر جانے پر ملازم کی اس مہینے کے بقیہ دنوں کی تنخواہ کاٹ لینا یا اس پورے مہینے کی تنخواہ کاٹنا یا بطور جرمانہ اسکو 2 ماہ کی تنخواہ جمع کروانے کا کہنا کیسا؟ (سائل: فیصل نواز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ملازم کا بغیر کسی عذر کے بلا اطلاع نوکری چھوڑ کر چلے جانا جائز نہیں، البتہ ملازم نے جتنے دن نوکری کی ہے، اتنے دن کی تنخواہ کا حقدار ہے، ان دنوں کے علاوہ، بقیہ ایام کی تنخواہ کاٹ سکتے ہیں پورے مہینے کی نہیں کاٹ سکتے، اور جرمانہ بھی نہیں کرسکتے۔

تبیین الحقائق وحاشیہ شلبی میں ہے: فلیس للمستأجر الفسخ؛ لأن فسخ العقد لا یجوز إلا بحضور العاقدین أو من یقوم مقامھا یعنی مستاجر کو اجارہ ختم کرنے کی اجازت نہیں، کیونکہ عقد کو فسخ کرنا عاقدین یا عاقد کے قائم مقام کی موجودگی میں ہی جائز ہے۔

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی، کتاب الاجارۃ، باب فسخ الاجارۃ، ۵/۱۴۳]

فتاوی رضویہ میں ہے: اگر (اجیر خاص) تسلیم نفس میں کمی کرے مثلا بلا رخصت چلا گیا، یا رخصت سے زیادہ دن لگائے، یا مدرسہ کا وقت چھ گھنٹے تھا، اس نے پانچ گھنٹے دیے، یا حاضر تو آیا لیکن وقت مقرر خدمت مفوضہ کے سوا اور کسی اپنے ذاتی کام اگرچہ نماز نفل یا دوسرے شخص کے کاموں میں صرف کیا (وغیرہ) ..... بہر حال جس قدر تسلیم نفس میں کمی کی ہے اتنی تنخواہ وضع (کٹوتی) ہوگی... سوا اس کے اور کسی صورت میں تنخواہ کل یا بعض ضبط نہیں ہوسکتی.... یونہی ملازمت بلا اطلاع چھوڑ کر چلا جانا اس وقت تنخواہ قطع کرے گا نہ تنخواہ واجب شدہ کو ساقط اور اس پر کسی تاوان کی شرط کرلینی مثلا نوکری چھوڑنا چاہے تو اتنے دنوں پہلے سے اطلاع دے، ورنہ اتنی تنخواہ ضبط ہوگی یہ سب باطل وخلاف شرع مطہر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج19، ص506، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

01 محرم الحرام 1445ء 20 جولائی 2023ھ



بیرون ملک مقیم پاکستانی کی طرف سے پاکستان میں تیسرے دن قربانی کرنے کا حکم

سوال: مفتی صاحب ایک شخص بیرون ملک مقیم ہے، کیا ہم اس کی قربانی پاکستان میں عید کے تیسرے دن کر سکتے ہیں، حالانکہ وہاں عید کا چوتھا دن ہے؟ (سائل: محمد بلال جامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں بیرون ملک مقیم پاکستانی کی قربانی یہاں عید کے تیسرے دن نہیں کر سکتے، کیونکہ یہاں دونوں جگہوں پر عید کا دن ہونا لازم ہے، تفصیل یہ ہے کہ، صاحب نصاب، عاقل، بالغ، مقیم شخص پر وقت کے اندر یعنی قربانی کے تیسرے دن غروب آفتاب سے قبل جانور قربان کرنا لازمی ہوتا ہے، اسکے بعد وہ قربانی نہیں کر سکتا بلکہ اس پر بکری یا بکری کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوتی ہے، جبکہ مذکورہ بیرون ملک مقیم شخص عید کے تینوں دن بغیر قربانی کیے گزار چکا، لہذا اب قربانی نہیں ہو سکتی بلکہ بکری یا بکری کی قیمت صدقہ کرے، الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: وتفوت بمضی الوقت یعنی قربانی کا وقت گزرنے سے قربانی فوت ہو جاتی ہے۔[الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الأضحیۃ، ۵/۱۷]

ہدایہ شریف میں ہے: فإذا فات الوقت وجب علیہ التصدق إخراجا لہ عن العھدۃ یعنی جب قربانی کا وقت نکل جائے تو، اس پر اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے، صدقہ کرنا لازم ہے (نہ کہ قربانی)

[الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الأضحیۃ ۴/۳۵۸]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

09 ذوالحجۃ 1444ء 28 جون 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کھیت کا صرف عشر دینا ہے یا اسکے سبب قربانی بھی لازم ہو گی؟

سوال: مفتی صاحب جس زمین پر ہم گندم کاشت کرتے ہیں اسکو بھی قربانی کے نصاب میں شامل کیا جائے گا یا اُسکا صرف عشر دینا ہے؟ (سائل: ملک یوسف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عشر زمین کی پیداوار پر ہوتا ہے۔ اور کھیت کے نصاب میں شامل ہونے کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر کھیت والے کا گزر بسر اسی کھیت کی آمدن پر ہے تو اسکے سبب قربانی و فطرہ وغیرہ نہیں، اور اگر یہ کھیت حاجت اصلیہ سے زائد ہے تو اسکی مالیت کو قربانی و فطرہ کے نصاب میں شامل کریں گے۔

چنانچہ المحیط البرہانی میں ہے: وشرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله، والموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهم، أو عشرون دينارا، أو شيء يبلغ ذلك سوى مسكنه ومتاع مسكنه ومتاعه ومركوبه وخادمه في حاجته التي لا يستغني عنها یعنی ہمارے نزدیک قربانی واجب ہونے کی شرط خوشحال ہونا ہے، اور ظاہر الروایہ میں خوشحال وہ ہے، جسکی ملکیت میں دو سو درہم یا بیس دینار یا انکی مقدار برابر ایسی کوئی چیز ہو جو اُسکے رہنے کے گھر، گھریلو سامان، سواری، خادم وغیرہ حاجت کی ایسی چیزیں جن سے وہ مستغنی نہیں کے علاوہ ہو۔

[المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، کتاب الأضحیة، الفصل الاول فی وجوب الأضحیة]

فتاوی رضویہ میں ہے: قربانی واجب ہونے کے لئے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصل حاجتوں کے علاوہ ۵۶ روپیہ (اس دور کا نصاب) کے مال کا مالک ہو، چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت، کاشتکار کے ہل بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ، ج 20، ص370، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

06 ذی الحج 1444ء 25 جون 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جس شخص کا گزر بسر جانوروں کے دودھ پر ہی ہو تو اُس پر ان جانوروں کی وجہ سے قربانی

سوال: مفتی صاحب ایک بندے کے پاس 2 جانور ہیں دودھ بیچ کر گزر بسر کرتا ہے اُن کی مالیت 350000 ہے باقی اس کے پاس نقد رقم 10000 سے زیادہ نہیں ہوتی مہینے میں اس کے لیے قربانی کا کیا حکم ہے قربانی کرے گا تو اسے پیسے اُدھار لینے پڑیں گے (سائل: عارف فریدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ شخص پر قربانی واجب نہیں کیونکہ یہ جانور اُسکی حاجت اصلیہ میں ہیں کہ اسکا گزر بسر ان جانوروں کے دودھ پر ہی ہوتا ہے اور اسکے علاوہ اسکے پاس نصاب کی مقدار مال نہیں، چنانچہ المحیط البرہانی میں ہے: وشرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله، والموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهم، أو عشرون دينارا، أو شيء يبلغ ذلك سوى مسكنه ومتاع مسكنه ومتاعه ومركوبه وخادمه في حاجته التي لا يستغني عنها یعنی ہمارے نزدیک قربانی واجب ہونے کی شرط خوشحال ہونا ہے، اور ظاہر الروایہ میں خوشحال وہ ہے، جسکی ملکیت میں دو سو درہم یا بیس دینار یا انکی مقدار برابر ایسی کوئی چیز ہو جو اُسکے رہنے کے گھر، گھریلو سامان، سواری، خادم وغیرہ حاجت کی ایسی چیزیں جن سے وہ مستغنی نہیں کے علاوہ ہو۔ [المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، کتاب الأضحیۃ، الفصل الاول فی وجوب الأضحیۃ]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

26 ذیقعدۃ الحرام 1444ء 16 جون 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

قربانی سے بچنے کے لیے حیلہ کرنا

سوال: مفتی صاحب باپ بیٹا دونوں پر قربانی واجب ہے، لیکن قربانی کے بعد انھیں کسی کام کے سلسلے میں پیسوں کی حاجت ہے، اگر قربانی کریں گے تو وہاں پیسے خرچ ہو جائیں گے۔ اب کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بیٹا اپنا مال باپ کو دے دے تاکہ وہ صاحب نصاب نہ رہے، اور صرف باپ قربانی کر دے؟ (سائل: مشکوۃ فاطمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں بیٹے پر لازم ہے کہ قربانی سے بچنے کے لیے اپنا مال والد کو نہ دے بلکہ الگ سے اپنی قربانی کرے کیونکہ زکوۃ، فطرہ، قربانی وغیرہ سے بچنے کے لیے اس قسم کے حیلے کرنا جائز نہیں۔

غمز عیون البصائر میں ہے: الفتوی علی عدم جواز الحیلة لإسقاط الزكاة وهو قول محمد رحمه الله تعالیٰ وهو المعتمد یعنی اسقاطِ زکوۃ کے لئے حیلہ کرنے کے ناجائز ہونے پر فتویٰ ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے۔ (غمز عیون البصائر، 4 / 222)

فتاوی رضویہ میں ہے: ہمارے کتب مذہب نے اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف نقل کیا اور صاف لکھ دیا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں۔۔۔ امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی مذہبِ امام محمد ہے کہ ایسا فعل ممنوع وبد ہے۔

(فتاوی رضویہ، 10، ص 189-190، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

09 ذو الحجۃ 1444ھ 28 جون 2023ء



مصنوعی طریقے سے پیدا ہوئے جانور کی قربانی

سوال: مفتی صاحب ایسا جانور جس کی پیدائش بیج کے ذریعے سے (یعنی مصنوعی طریقے سے) ہو، کیا اس کی قربانی جائز ہے؟ (سائل: ابو حامد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسے جانور کی قربانی جائز ہے کیونکہ ٹیکے وغیرہ کے ذریعے ایک جانور کا نطفہ، مادہ جانور کے پیٹ میں رکھا جاتا ہے جس سے بعد میں بچہ پیدا ہوتا ہے، اور جانوروں میں اعتبار ماں کا ہوتا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے: فإن کان متولدا من الوحشي والإنسي فالعبرۃ بالأم فإن کانت أھلیۃ یجوز وإلا فلا یعنی اگر وحشی و پالتو جانور سے بچہ پیدا ہو تو اعتبار ماں کا ہے، اگر اس جانور کی ماں پالتو جانور ہے تو اُس (بچے) کی قربانی جائز ہے، ورنہ نہیں۔

[بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، ۵/۶۹]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

09 ذوالحجۃ 1444ھ 28 جون 2023ء



الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جس جانور کے تین دانت ٹوٹ جائیں اُسکی قربانی کا حکم

سوال: مفتی صاحب گزارش یہ ہے ایک جانور ہے اس کے تین دانت ٹوٹے ہوئے ہیں باقی ٹھیک ہیں کھاتا پیتا بھی ٹھیک ہے خوب موٹا بھی ہے اس کی قربانی ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

(سائل: حاشر رسول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

صورت مسؤلہ میں جب اس کے اتنے دانت سلامت ہیں کے وہ خود چارہ چر سکتا ہے تو اسکی قربانی جائز ہے، البتہ بہتر ہے بالکل بے عیب جانور قربان کیا جائے۔

بدائع الصنائع میں ہے: وأما الهتماء وهى التى لا أسنان لها فإن كانت ترعى و تعتلف جازت وإلا فلا یعنی ہتماء وہ جانور جسکے دانت نہ ہوں، اگر وہ چارہ چر سکے تو اسکی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ [الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، ۵/۷۵]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

26 ذیقعدۃ الحرام 1444ء 16 جون 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد مالک کے پاس ہی ہلاک ہو گیا تو نقصان کس کا؟

سوال: مفتی صاحب قربانی کے جانور کی قیمت طے ہو چکی تھی کچھ رقم بھی دے آئے ہیں، اب وہ مر گیا ہے، جانور کی قیمت کون دے گا، جس کے پاس گائے کھڑی تھی یا قربانی والا، اور قربانی کا کیا حکم ہو گا؟

(سائل: علامہ احمد فیضی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مذکورہ سوال کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: خریدار نے جانور خریدا، بیانہ دیا اور بعد از قبضہ جانور بیچنے والے کے پاس رکھا، پھر جانور اس کے پاس ہلاک ہو گیا، اس صورت میں نقصان خریدار کا ہو گا اور خریدار کو بقیہ طے شدہ رقم بھی ادا کرنا ہو گی کیونکہ قبضہ کے بعد کسی آفت سماوی کے سبب، مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ختم نہیں ہوتی اور نقصان خریدار کا ہوتا ہے، خیال رہے جب بیچنے والا خریدار کو جانور پر قبضہ کا اذن دے دے اور جانور خریدار کے اتنے قریب ہو کہ وہ باآسانی قبضہ کر سکتا ہے، تو وہ قبضہ ہی شمار ہو گا۔

دوسری صورت: خریدار نے قبضہ کرنے سے قبل ہی ایڈوانس کچھ رقم مالک کو دی اور کہا کچھ دن بعد لے جائیں گے، پھر وہ جانور مالک کے پاس ہلاک ہو گیا، اس صورت میں نقصان بیچنے والے کا ہو گا، کیونکہ محض مبیع، بائع کے پاس رکھنے سے خریدار کا قبضہ شمار نہیں ہوتا، اور یہ بات واضح ہے کہ قبضہ سے قبل کسی آفت سماوی کے سبب، مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں نقصان بیچنے والے کا ہوتا ہے نہ کہ خریدار کا، لہذا اس صورت میں جو رقم مالک نے وصول کی ہے، مالک خریدار کو واپس کرے گا۔

جہاں تک تعلق ہے نیا جانور خرید کر قربانی کرنے کا تو اس صورت میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر خریدار صاحب نصاب ہے تو اسے دوسرے جانور کی قربانی کرنا لازم ہے اور اگر فقیر ہے تو اس پر قربانی لازمی نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

23 ذیقعدۃ الحرام 1444ء 13 جون 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

سانپ نما مچھلی (بام یا گروج گوج) کھانا

سوال: مفتی صاحب ایک مچھلی سانپ کی ہمشکل ہے جسے بام یا گروج گوج بھی کہا جاتا ہے، کیا یہ حلال ہے؟

(سائل: عبدالمجید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سانپ نما مچھلی جسے بام کہا جاتا ہے، شکل وصورت میں سانپ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسے پانی کا سانپ کہہ دیا جاتا ہے، البتہ حقیقتا یہ مچھلی ہی کی ایک قسم ہے، اسے کھانا حلال ہے۔

المبسوط للسرخسی میں ہے: والسمك مأكول بجميع أنواعه يثبت الحل فيه بالكتاب والسنة یعنی مچھلی کی تمام انواعکو کھایا جاتا ہے، اور اسکا حلال ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

[السرخسی، المبسوط للسرخسی، کتاب الصید، ذکاۃ السمك والجراد، ۱۱/۲۳۰]

فتاوی رضویہ میں اس مچھلی کے متعلق ہے: (اسے) ہندی میں بام کہتے ہیں۔ جاحظ نے کہا کہ وہ پانی کا سانپ ہے، یعنی صورۃً نہ کہ حقیقتاً، بعض نے کہا وہ سانپ اور مچھلی کے جوڑے سے پیدا ہے،۔۔اور صحیح یہ کہ یہ بھی بے ثبوت ہے، بلکہ وہ سانپ سے جدا ایک خاص نوعِ ماہی ہے۔

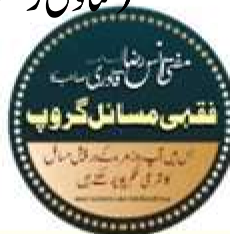
(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 325، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06محرم الحرام 1445ء 25 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جنگل کی لکڑیاں کاٹ کر بیچنا

سوال: مفتی صاحب ہمارے ہاں کچھ لوگ جنگل کی لکڑیاں کاٹ کر بیچتے ہیں، کیا یہ کاروبار درست ہے؟

(سائل: غلام یاسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچنا شرعا جائز ہے، البتہ اگر قانونی طور پر کسی جنگل سے لکڑیاں کاٹنا منع ہو تو لکڑیاں کاٹنے کی اجازت نہیں کہ حدیث پاک میں اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: اشتراك الماء والحطب والكلأ فی جواز الإنتفاع بها لأنها من المباحات، فلا يختص بها أحد دون أحد، فمن سبقت يده إلى شيء من ذلك فقد ملكه یعنی پانی لکڑی اور گھاس سے نفع اُٹھانے کے جواز میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مباحات میں سے ہیں، پس یہ کسی ایک ساتھ خاص نہیں ہوں گی جو پہلے ان پر قبضہ کرلے گا وہ انکا مالک ہو گیا۔

[عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب بیع الحطب والکلاء، 12/217]

مفتی احمد یار خان نعیمی ایک حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے اشارۃً یہ معلوم ہوا کہ جنگل کے خودرو درخت مباح ہیں ان پر جو قبضہ کرکے کاٹ لے وہ اس کا مالک ہو جائے گا جیسے جنگلی شکار یا عام کنوؤں کا پانی کیونکہ اگر یہ لکڑی کاٹنے والا اس کا مالک نہ ہوتا تو اس کا بیچنا جائز کیونکر ہوتا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کام کو خیر کیوں فرماتے۔(مراۃ المناجیح، کتاب الزکوۃ، حدیث:1841)

ابن ماجہ شریف میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت و رُسوائی میں پیش کرے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

02 ذی الحج 1444ء 21 جون 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سانڈے کے تیل کا بیرونی استعمال

سوال: مفتی صاحب بیرونی استعمال، مالش یا علاج کے لیے سانڈے کا تیل استعمال کرنا کیسا؟ (سائل: رضا رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سانڈے کے تیل کو عموماً جیسے تیار کیا جاتا ہے وہ ناپاک ہے کیونکہ اسے زندہ ہی آگ میں ڈال دیا جاتا ہے، بے زبان جانور کے ساتھ ایسا کرنا ظلم، ناجائز و حرام ہے اور اس صورت میں اس ناپاک تیل کو استعمال کرنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر اسکو ذبح کر کے اسکا تیل تیار کیا جائے تو اس تیل کا بیرونی استعمال جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے: **وإن كان له دم سائل فإن كان بريا ينجس بالموت وينجس المائع الذي يموت فيه، سواء كان ماء أو غيره، وسواء مات في المائع أو في غيره، ثم وقع فيه كسائر الحيوانات الدموية؛ لأن الدم السائل نجس فينجس ما يجاوره** یعنی اگر خون بہنے والا خشکی کا جانور مر جا مرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اور اس مائع کو بھی ناپاک کرے گا جس میں مرا چاہے وہ پانی ہو یا کچھ اور چاہے وہ مائع میں مرا یا دوسری جگہ مر کر اُس مائع میں گرا سارے دموی جانوروں کا یہی حکم ہے کیونکہ بہنے والا خون خود بھی ناپاک ہے اور جس سے ملتا ہے اُسے بھی ناپاک کر دیتا ہے۔ [بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الطھارۃ]

تنویر الابصار و در مختارہ وغیرہ میں ہے: **وذبح ما لا يؤكل لحمه يطهر لحمه وشحمه وجلده إلا الآدمي والخنزير** یعنی آدمی و خنزیر کے علاوہ، جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا انکو ذبح کرنے سے اُنکا گوشت چربی اور کھال پاک ہو جاتی ہے۔

[ابن عابدین، الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، کتاب الذبائح، ۶/۳۰۸]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

20 محرم الحرام 1445ء 08 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

حرام جانوروں مثلاً شیر، مگرمچھ وغیرہ کی چربی والا تیل استعمال کرنا

سوال: مفتی صاحب تیلے کا تیل، جس میں شیر اور مگرمچھ کی چربی بھی شامل ہوتی ہے، کیا اسکا بیرونی استعمال کیا جا سکتا ہے یونہی دیگر حرام جانوروں کی چربی والے تیل کے بیرونی استعمال کا کیا حکم ہے؟

(سائل: رضا رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حرام جانوروں کو اگر شرعی طریقہ پر ذبح کیا جائے، تو انکا گوشت، چربی و ہڈی پاک ہو جاتی ہے، لہذا اس صورت میں انکی اس پاک چربی سے بنے ہوئے تیل کو مالش کرنے کے لیے بیرون جسم استعمال کرنا جائز ہے اور ذبح شرعی کے بغیر انکا گوشت و چربی ناپاک ہی رہے گا، اُس سے بنا ہوا تیل استعمال نہیں کر سکتے۔

البحر الرائق، تبیین الحقائق تنویر الابصار و در مختارہ وغیرہ میں ہے: **وذبح ما لا یؤکل لحمہ یطھر لحمہ وشحمہ وجلدہ إلا الآدمی والخنزیر** یعنی آدمی و خنزیر کے علاوہ، جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا انکو ذبح کرنے سے اُنکا گوشت چربی اور کھال پاک ہو جاتی ہے۔

[ابن عابدین، الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، کتاب الذبائح، ۳۰۸/۶]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

20محرم الحرام 1445ء 08 اگست 2023ھ



موبائل سے قرآن پاک ڈلیٹ کرنا

سوال: مفتی صاحب اگر قرآن پاک پی ڈی ایف میں ڈاونلوڈ کر لیا جائے، تو اس فائل کو یا ٹیکسٹ کی صورت میں لکھی کسی آیت کو موبائل سے ڈیلیٹ کر سکتے ہی، گناہ تو نہیں؟

(سائل: حافظ محمد کاشف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ضرورتاً قرآن پاک کو یا کسی آیت کو قرآن پاک سے ڈلیٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ولو محا لوحا کتب فیہ القرآن واستعملہ فی أمر الدنیا یجوز
یعنی اگر کسی نے ایسی تختی کو صاف کیا جس پر قرآن لکھا گیا تھا، اور اُسے کسی دنیاوی معاملے میں استعمال کیا تو یہ جائز ہے۔

[الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف، ۵/۳۲۲]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نوازمدنی
17 ذوالحجۃ 1444ء 06 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

محرم الحرام میں بدمذہبوں کو چھریاں بیچنا یا تیز کر کے دینا

سوال: مفتی صاحب محرم الحرام کے مہینے میں بدمذھبوں کو چھریاں بیچنا یا تیز کر کے دینا کیسا، نیز اس کے پیسے یا اجرت جائز ہے یا ناجائز؟ (سائل: احسان خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

محرم الحرم خواہ کسی بھی مہینے میں کسی کو، چھریاں بیچنا یا تیز کر کے دینا جائز ہے، اسکے پیسے یا اُجرت لینا بھی جائز ہے، البتہ جسکے بارے میں معلوم ہو کہ اس نے چھری سے ناجائز کام ہی کرنا ہے تو اسے بیچنے یا تیز کر کے دینے کی اجازت نہیں، یونہی وہ چھریاں یا چھڑیاں جو ماتم میں زنجیر زنی کے استعمال میں خاص ہیں ان کا تیز کرنا یا بیچنا بھی جائز نہیں کہ گناہ ونافرمانی کے کام میں کسی کی مدد کرنا جائز نہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ترجمہ: اور گناہ وزیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔(القرآن، المائدہ، آیت: 2)

اس آیت کے تحت امام جصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں: نھی عن معاونۃ غیرنا علی معاصی اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی کے نافرمانی والے افعال میں ہمیں دوسروں کی مدد سے منع کیا گیا ہے

جدالممتار علی رد المحتار میں ہے: ان الشئی اذا صلح فی حد ذاتہ بان یستعمل فی معصیۃ و فی غیرھا و لم یتعین للمعصیۃ فلم یکن بیعہ اعانۃ علیھا، لاحتمال ان یستعمل فی غیر المعصیۃ یعنی جب کوئی شے اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ اور گناہ کے علاوہ ہر دو طرح کے کام میں استعمال ہو سکتی ہو اور خاص گناہ کے لیے متعین نہ ہو، تو اُسے بیچنا گناہ پر مدد کرنا نہیں کہلائے گا، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ گناہ کے علاوہ کسی اور جائز کام میں استعمال کرلے۔ (جد الممتار، جلد7، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ76، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 محرم الحرام 1445ء 21 جولائی 2023ھ



چالان کرنے، کرانے کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب، پولیس والے جو چالان کرتے ہیں اسکا حکم کیا ہے، اور چالان کرانا کیسا؟ (سائل: شیر علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ادارے کی طرف سے بنائے گئے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں نظام کو کمزور کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی ہے جسکی شرعاً اجازت نہیں لہذا ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی نہ کی جائے، البتہ قوانین کی خلاف ورزی پر بطور سزا کسی سے اسکا مال لے لینا شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے اور تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ نیز یہ باطل طریقے سے، بغیر کسی شرعی وجہ کے دوسرے کا مال کھانا ہے ،جبکہ قرآنِ پاک میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے کھانے کو منع کیا گیا۔

لہذا متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ اسکا کوئی اور جائز حل نکالیں مثلاً چند مرتبہ تنبیہ کے بعد ایسے مجرم کا لائسنس منسوخ کر دیا جائے وغیرہ۔

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: **وفی شرح الآثار التعزیر بالمال کان فی ابتداء الإسلام ثم نسخ** یعنی شرح الآثار میں ہے تعزیر بالمال (مالی جرمانہ) ابتداء اسلام میں تھا پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ۵/۴۴)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص 332، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 ربیع الاول 1445ھ 19 ستمبر 2023ء



شہدا کی یادگار منانے یا خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اُن کے پتلے بنانا

سوال: مفتی صاحب یادگار یا خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے شہدا کے پتلے بنانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شہدا کی یاد میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے، یادگار کے طور پر یا خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کے پتلے یعنی بت بنانا جس میں چہرہ واضح ہو، ناجائز و حرام ہے، اور پھر ان پتلوں کو گھر یا کہیں دفتر وغیرہ میں آویزاں کرنا بھی ناجائز و حرام ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضور علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے: ان اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ المصورون یعنی بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب والے، وہ ہیں جو تصویر بنانے والے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے: ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ماخلقتم یعنی بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا: یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں، ان میں جان ڈالو۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت کے متعلق مرقاۃ المفاتیح میں ہے: قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث یعنی ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کرام نے فرمایا: حیوانات کی تصویر بنانا شدید حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے، کیونکہ اس پر احادیث میں شدید وعید آئی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب التصاویر، ج7، ص2848، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

01 محرم الحرام 1445ء 20 جولائی 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

غیر مسلم کو دینی یا دُنیوی دُعا دینا

سوال: غیر مسلموں کے لیے، ہدایت کی یا دنیاوی لحاظ سے کوئی دعا مثلاً اسکی صحت کی دعا کر سکتے ہیں؟ (سائل: حمزہ ملک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غیر مسلموں کے لیے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں، البتہ انکی ہدایت کی دعا کرنا یا مروتاً کسی دنیاوی معاملے میں معمولی بھلائی کی دعا، مرض سے شفایابی کی دُعا، خصوصاً انکے کسی احسان کے بدلے، دعائیہ انداز میں شکریہ ادا کرنا جائز ہے۔

متعدد کتب فقہ میں ہے: **ولا يدعو للذمي بالمغفرة ولو دعا له بالهدى جاز لأنه عليه السلام قال: اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون** یعنی ذمی کے لیے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں، اور اگر اسے ہدایت کی دعا دی تو جائز ہے، آپ علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے: اے میرے رب میری قوم کو ہدایت دے، کہ یہ نہیں جانتے۔ [الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر]

تفسیر روح البیان میں ہے: **ولا بأس بالدعاء للكافر والذمي بما يصلحه في دنياه. قال ابن الملك الدعاء لاهل الكتاب بمقابلة إحسانهم غير ممنوع لما روى ان يهوديا حلب للنبي عليه السلام لقحة فقال عليه السلام (اللهم جمله) فبقي سواد شعره الى قريب من سبعين سنة.** یعنی کافر یا ذمی کو کسی دنیاوی معاملہ میں دعا دینا درست ہے، ابن ملک نے کہا اہل کتاب کو انکے کسی احسان کے بدلے دعا دینا منع نہیں کیونکہ ایک یہودی نے نبی پاک علیہ السلام کے لیے ایک پیالہ دودھ نکالا تو آپ علیہ السلام نے اسے دعا دی اے اللہ اسے جمیل کر تو تقریباً ستر سال تک اسکے بال سیاہ رہے۔ [إسماعيل حقي، روح البيان، ۲/۲۵۳]

فتاوی بحر العلوم میں ہے: غیر مسلموں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کی ممانعت جن کا تعلق فلاح دارین سے ہو، باقی شفاء امراض یا دنیا کی معمولی بھلائی جس کا تعلق انسانی مروت سے ہو یا ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں (5/360)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

10 صفر المظفر 1445ھ 28 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

غیر مسلم کی عیادت

سوال: مفتی صاحب بیماری کی حالت میں اپنے غیر مسلم شاگرد کی عیادت کرسکتے ہیں؟ (سائل: نثار احمد کھوسہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

عیسائی، یہودی یا دیگر غیر مسلم اگر ذمی ہوں تو اُنکی عیادت کرنا جائز ہے، اور ذمی سے مراد جو غیر مسلم اسلامی حکومت کی اطاعت کرتے ہوئے جزئیہ یعنی ٹیکس ادا کرتا ہو۔ لیکن فی زمانہ یہاں پاکستان و ہندوستان کے تمام کفار حربی ہیں ذمی نہیں لہذا انکی عیادت کرنا مسلم کو جائز نہیں، یونہی گمراہی و بدمذہبی کے ذریعے مسلمانوں میں فتنہ پھیلانے والوں کی عیادت کرنا بھی منع ہے کہ ایسوں کے متعلق حدیث پاک میں ہے : **إن مرضوا فلا تعودوهم** اگر وہ بیمار ہوں تو اُنکی عیادت مت کرو۔

درمختار مع ردالمحتار اور دیگر متعدد کتب فقہ میں ہے :(و) **جاز (عيادته) بالإجماع، أي عيادة مسلم ذميا نصرانيا أو يهوديا، لأنه نوع بر في حقهم وما نهينا عن ذلك، وصح أن النبي الله عاد يهوديا مرض بجوار ه** یعنی بالاجماع مسلمان کے لیے کسی ذمی یہودی و نصرانی کی عیادت کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ انکے ساتھ بھلائی ہے اوران ذمیوں سے بھلائی کرنے کی ہمیں کوئی ممانعت نہیں، اور یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یہودی پڑوسی کی بیماری میں اسکی عیادت کی۔[الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، 6/388]

بہار شریعت میں ہے: یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے۔۔ ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔ (بہار شریعت، عیادت وعلاج کا بیان، ج1، حصہ 16، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

05 صفر المظفر 1445ء 23 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

غیر مسلموں کی عبادت گاہ کو گرانا

سوال: مفتی صاحب ہمارے علاقوں میں جو غیر مسلموں کی عبادت گاہیں ہیں مثلاً چرچ گرجا، انکو گرانا جلانا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ہمارے علاقوں میں بنی ہوئی غیر مسلموں کی عبادت گاہیں، ہم مسلمانوں کے لیے کوئی مقدس جگہ نہیں ہیں جنکا احترام کیا جائے، البتہ قانونی طور پر کسی بھی مسلم کو، انہیں گرانے یا جلانے کی اجازت نہیں۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے سورۃ حج آیت نمبر 40 کے تحت ہے: ہمارے زمانے میں گرجوں وغیرہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا اس اعتبار سے کوئی احترام نہیں کہ وہ کوئی مقدس جگہیں ہیں، صرف یہ ہے کہ اسلامی ملک میں غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے اور ہم انہیں اس معاملے میں چھیڑیں گے نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کو حق ہو گا کہ بلاوجہ دوسروں کے عبادت خانے گرائیں۔ ہمیں ہماری شریعت کا حکم یہ ہے کہ ہم کافروں کو اور ان کے دین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں اور اسلام کا پیغام ان کی عبادت گاہیں گرا کر نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے دیں۔(صراط الجنان، سورہ حج، تحت آیت نمبر 40، ج6، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

06 صفر المظفر 1445ء 24 اگست 2023ھ



الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

غیر مسلم ڈاکٹر، حکیم سے علاج کرانا

سوال: مفتی صاحب کسی غیر مسلم طبیب مثلاً سکھ حکیم سے بخار یا جوڑ درد کا علاج کرواسکتے ہیں؟ (سائل: حافظ غلام قادر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی غیر مسلم ڈاکٹر سے علاج کرانے میں حرج نہیں، البتہ مسلمانوں کو کسی مسلمان ڈاکٹر یا حکیم سے ہی علاج کرانا چاہیے، خصوصا خارجی وبیرونی علاج کے علاوہ اندرونی علاج میں غیر مسلم سے بچنا ہی چاہیے، اور اس کا خیال رہے کہ اس علاج معالجے میں کافروں کے ساتھ دلی میلان، ہمدردی، دلی تعظیم یا اپنے دین وایمان کا نقصان نہ ہو، ورنہ اجازت نہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وفیہ إشارۃ إلی أن المریض یجوز لہ أن یستطب بالکافر فیما عدا إبطال العبادۃ یعنی اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مریض کے لیے کافر سے علاج کرانا جائز ہے، اُن معاملات کے علاوہ جن میں عبادت باطل ہوتی ہو۔[البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق، کتاب الصوم، فصل فی عوارض الفطر، ۲/۳۰۳]

فتاوی رضویہ میں ہے: کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لایألونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات میں بیع وشراء واجارہ واستئجار کی مثل ہے۔ ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کی گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیر خواہ اپنا مخلص با اخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے اپنا دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان وایمان وقرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا..... الحمد للہ کوئی مسلمان آیہ کریم پر مطلع ہو کر ہرگز نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی، بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑے، کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے، اس میں تکذیب نہ ہوئی، پھر بھی خلاف احتیاط وشنیع ضرور ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 21، ص 237-238، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

08 محرم الحرام 1445ء 27 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy

www.arqfacademy.com

Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ

Phone No:+923471992267

قرآن پاک سے فال نکالنا

سوال: مفتی صاحب، اگر دیکھنا ہو کہ رشتہ مناسب ہے یا نہیں تو قرآن سے کوئی فال نکال سکتے ہیں؟ (سائل: مدثر قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

قرآنِ پاک سے فال نکالنا ناجائز و گناہ ہے، جیسے بعض لوگ قرآن پاک کا کوئی صفحہ کھول کر اسکی پہلی آیت کے ترجمے سے اپنے لیے کوئی اچھا یا بُرا نظریہ قائم کرلیتے ہیں، یا آنکھیں بند کر کے کسی آیت پر رکھتے ہیں پھر اسکے مطابق اپنی کوئی رائے قائم کرتے ہیں وغیرہ دیگر طریقے جائز نہیں، اس میں بسا اوقات قرآن پاک کی توہین، بُرا گمان یا پھر عقیدت و احترام میں کمی واقع ہونا بھی ممکن ہے۔ابو سعید محمد الخادمی الحنفی علیہ الرحمۃ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں: **أخذ الفأل من القرآن مکروہ أی کراھۃ تحریم ... وفی کتاب أدب الدنیا للماوردی أن الولید بن یزید بن عبد الملک تفاءل یوما فی المصحف فخرج لہ قولہ تعالی {واستفتحوا وخاب کل جبار عنید} فمزق المصحف وأنشأ شعرا ...فلم یلبث إلا أیاما یسیرۃ حتی قتل وصلب رأسہ علی قصرہ ثم علی سور بلدہ** یعنی قرآن پاک سے فال نکالنا مکروہ تحریمی ہے... اور امام ماوردی کی کتاب ادب الدنیا میں ہے کہ ولید بن یزید بن عبد الملک نے ایک دن قرآن پاک سے فال نکالی تو اللہ کا یہ فرمان سامنے آیا، اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور ہر سر کش ہٹ دھرم ناکام ہو گیا، اس پر ولید نے قرآن کو پھاڑ دیا اور (بے ادبی پر مشتمل) ایک شعر پڑھا..چند دن بعد وہ قتل ہو گیا اور اُسکا سر اُسکے محل کی دیوار پر لٹکا دیا گیا پھر علاقے کی دیوار پر۔ [بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ، القسم الثانی فی الأخلاق الذمیمۃ، الباب الخامس والعشرون]

فتاوی افریقہ میں ہے: قرآنِ عظیم سے فال دیکھنے میں ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں کہ ناجائز و ممنوع و مکروہِ تحریمی ہے، قرآنِ عظیم اس لیے نہ اتارا گیا۔ (فتاوی افریقہ صفحہ 149 شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

22 صفر المظفر 1445ء 09 ستمبر 2023ھ



قرآن مجید حفظ کرنے کا شرعی حکم

سوال: مفتی صاحب کتنا قرآن مجید حفظ کرنا فرض یا واجب ہے؟ (سائل: ابو ابراہیم محمد خرم مدنی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مکمل قرآن پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اور کم از کم ایک آیت مبارکہ کا حفظ ہر مسلمان مکلف پر فرض عین، جبکہ سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک چھوٹی سورت یا اس کی مثل تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلف پر واجب عین ہے۔ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: (وحفظها فرض عین) متعين على كل مكلف (وحفظ جميع القرآن فرض كفاية وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجب على كل مسلم) یعنی ایک آیت کا حفظ ہر مکلف پر فرض عین ہے، اور جمیع قرآن کا حفظ فرض کفایہ، اور فاتحہ و سورت کا حفظ ہر مسلم پر واجب ہے۔ [الدر المختار وحاشية ابن عابدين كتاب الصلاة، فصل في القراءة]

بہار شریعت میں ہے: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔ (بہار شریعت، قرآن پڑھنے کا بیان، ج1، حصہ 3، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17 شوال المکرم 1444ء 08 مئی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

اپنے عزیز کے زندہ ہونے کی دُعا کرنا

سوال: مفتی صاحب کیا زید اپنے رب سے امید لگا کر اپنے مرحوم کے زندہ ہو جانے کی دعا مانگ سکتا ہے، زید کہتا ہے اللہ تعالی کے لیے مردے زندہ کرنا ممکن ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مردے زندہ کیے بھی ہیں، نیز اللہ کی عطا سے انبیاء و اولیاء نے بھی مردے زندہ کیے ہیں ہے، کیا کسی کے زندہ ہو جانے کہ دعا مانگنا جائز ہے؟ (عاطف شیخ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگرچہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات مردے زندہ کرنے پر قادر ہے، اور متعدد مرتبہ اللہ کے محبوب بندوں کی دُعا سے اللہ نے مُردوں کو زندہ بھی فرمایا لیکن کسی کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا عادۃ محال ہے، اور جو چیز عادۃ محال ہو، انبیاء و اولیاء کے علاوہ کے لیے اُسکی دعا کرنا شرعا منع ہے، انبیاء و اولیاء معجزہ و کرامت کے ظہور کے لیے یہ دعا مانگ سکتے ہیں۔

رد المحتار میں ہے: **من المحرم أن یسأل المستحیلات العادیة ولیس نبیا ولا ولیا فی الحال: کسؤال الاستغناء عن التنفس فی الھواء ۔۔أو العافیة من المرض أبد الدھر۔۔أو ولدا من غیر جماع، أو ثمارا من غیر أشجار** یعنی علاوہ نبی وولی کے محالات عادیہ کی دُعا کرنا بھی ممنوعات میں سے ہے، جیسے دُعا کرنا کہ مجھے ہوا میں سانس لینے کی حاجت نہ رہے یا ہمیشہ مرض سے عافیت کی دُعا۔۔بغیر جماع و درختوں کے اولاد و پھل کی دُعا کرنا

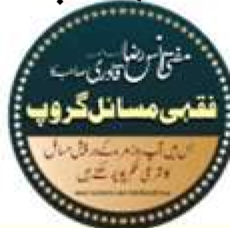
[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ الی انتھائھا، 1/522]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

19 محرم الحرام 1445ھ 07 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

بطور دوا عورت کا دودھ کان میں ڈالنے سے رضاعت

سوال: مفتی صاحب ہمارے ہاں دیہات میں یہ رواج تھا جب کسی بچے کے کان میں درد ہوتا تو کوئی عورت اسکے کان میں دودھ کی دھار مارتی تھی، کیا ایسا کرنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو گی؟ (سائل: ملک یوسف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کان میں عورت کا دودھ ڈالنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، البتہ یہ یاد رہے کہ مدت رضاعت کے بعد بغیر ضرورت شدیدہ کے عورت کے دودھ سے نفع اُٹھانا، پینا، ناک یا کان میں ڈالنا جائز نہیں۔

المبسوط میں ہے: فأما الإقطار فی الأذن لا یوجب الحرمة؛ لأن الظاهر أنه لا یصل إلی الدماغ یعنی کان میں قطرے ڈالنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا، کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ دودھ دماغ تک نہیں پہنچتا۔

[المبسوط للسرخسی، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۵/۱۳۵]

درر الحکام میں شرح منظومہ کے حوالے سے ہے: الإرضاع بعد مدته حرام؛ لأنه جزء الآدمی والانتفاع به بغیر ضرورة حرام علی الصحیح نعم أجاز البعض التداوی به إذا علم أنه یزول به الرمد یعنی مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانا حرام ہے، کیونکہ دودھ آدمی کا جزء ہے اور صحیح قول کے مطابق آدمی کے جزء سے نفع اُٹھانا بغیر ضرورت کے حرام ہے، ہاں بعض فقہاء نے بطور دوا اس کے استعمال کی اجازت دی ہے جبکہ اس سے آنکھ کی بیماری وغیرہ کے زائل ہونے کا معلوم ہو۔

[درر الحکام شرح غرر الأحکام، کتاب الرضاع، مایحرم بالرضاع، ۱/۳۵۶]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

06 ذی الحج 1444ء 25 جون 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سودی رقم اپنی فقیر اولاد پر صدقہ کرنا

سوال: مفتی صاحب، بینک سے ملنے والی سودی رقم جو بینک بطور منافع دیتا ہے کیا وہ رقم والد اپنے بیٹے کو دے سکتا ہے اگر بیٹا بے روزگار ہے اور اس کی اولاد اور بیوی بچوں کا کافی خرچہ بھی ہے؟ (سائل: سمیع اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سود کا لین دین ناجائز و حرام ہے، حدیث مبارکہ میں سود کو ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر کہا گیا، لہذا بینک سے سود کا لین دین کرنے کی ہرگز اجازت نہیں، البتہ اگر کسی کے پاس سودی رقم ہو تو اس کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس نے جن سے سودی رقم لی انہیں واپس کرے وہ نہ ہوں تو ان کے وارثوں کو، وہ بھی نہ ملیں تو کسی شرعی فقیر پر صدقہ کردے، نیز ایسا مال مالک وورثاء وغیرہ کو دیے بغیر ابتداء صدقہ کرنے کا بھی اختیار ہے البتہ بہتر یہی ہے کہ اصل مالک یا ورثاء تک پہنچائے لہذا صورت مستفسرہ میں باپ کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ بینک والوں کو واپس کرے اور اگر واپسی کوئی صورت نہ ہو تو کسی فقیر پر صدقہ کردے، نیز اگر باپ کا اپنا بیٹا شرعی فقیر ہے تو اسے دینا بھی درست ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے: **ویردونها علی أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه** یعنی خبیث کمائی کو ان کے مالکوں کو لوٹائیں گے اگر ان کو جانتے ہیں ورنہ اس مال کو صدقہ کریں گے کیونکہ خبیث کمائی جب مالک کو لوٹانا مشکل ہو تو اسے صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

(تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع)

صدقہ کرنے والی صورت کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے: **ولا یشترط التصدق علی الاجنبی** یعنی کسی اجنبی پر صدقہ کرنا شرط نہیں۔

(فتاوی ھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: ماں ہونا اس صدقہ واجبہ کے منافی نہیں کہ یہ صدقہ خود اسکے اپنے مال کا نہیں، **کما علم بل أموال ضوائع لا یعرف اربابها فیحل لها التصدق بها علی ابیها وابنها وامها وبنتها** (یعنی جیسا کہ معلوم ہو گیا بلکہ یہ اموال ضائعہ کی قسم سے ہے جن کے مالک نا معلوم ہیں، ان مالوں کا اپنے ماں باپ، بیٹے بیٹی پر خیرات کرنا حلال ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 23، ص 549، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

07 ربیع الاول 1445ء 24 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

ملازم سے کمپنی کے پیسے اور کسی کا موبائل چوری ہو جائے تو حکم

سوال: مفتی صاحب، ایک شخص کمپنی کا ملازم ہے، اسکے استعمال میں اسکی زوجہ کا موبائل ہے، کمپنی اسے کہتی ہے کہ فلاں گاہک کو سامان دیں اور اُس سے پیسے لے کر پیسے جمع کرائیں۔ جب اُسے پیسے ملے تو راستے میں ڈاکو نے موبائل اور 8000 روپیہ لوٹ لیا، اب کیا وہ زوجہ کو موبائل اور کمپنی کو پیسے دے گا؟ (سائل: محمد انوار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

زوجہ کا موبائل اسکے پاس بطور عاریت کے ہے، جسکا حکم امانت والا ہے، اور کمپنی کے 8000 ملازم کے پاس بطور امانت ہیں۔ اگر واقعی اسکی طرف سے کوتاہی نہیں ہوئی، اور یہ چیزیں اس سے لوٹ لی گئیں، تو اس پر تاوان نہیں۔

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: **وهي هبة المنافع، ولا تكون إلا فيما ينتفع به مع بقاء عينه، وهي أمانة لا يضمنها من غير تعد** یعنی عاریت کا مطلب کسی چیز کے نفع کو ہبہ کرنا ہے، اور عاریت اُن چیزوں میں ہوتی ہے جن کو باقی رکھ کر اُن سے نفع اُٹھایا جاسکے، اور یہ امانت کے حکم میں ہے، بغیر تعدی کے اسکی ہلاکت پر ضمان نہیں۔

[ابن مودود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار کتاب العاریۃ، 3/56]

المحیط البرہانی میں ہے: **من حكم الأجير الخاص، أن ما هلك على يده من غير صنعه فلا ضمان عليه بالإجماع، وكذلك ما هلك من عمله المأذون فيه فلا ضمان عليه بالإجماع.** یعنی اجیر خاص کا حکم یہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے جو کچھ اسکے عمل کے بغیر ہلاک ہو اُس پر بالاجماع ضمان نہیں، اور ایسے ہی جو چیز اسکے ہاتھ سے ایسے عمل میں ہلاک ہو جس عمل کی اُسکو اجازت تھی تو بالاجماع اس ہلاکت پر بھی ضمان نہیں۔ [المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی کتاب الإجارات، الفصل الثامن والعشرون، 7/586]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

02 ربیع الاول 1445ء 19 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

امانت رکھے ہوئی رقم چوری ہو جانے کا حکم

سوال: مفتی صاحب کوئی شخص کسی کو رقم دے کہ ایک دو دن میں اٹھالوں گا لیکن پھر رقم چوری ہو جائے تو کیا اس کو رقم واپس کرنا لازم ہے؟ (سائل: محمد خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر یہ رقم اس شخص کی غفلت ولا پرواہی سے چوری نہیں ہوئی تو اس شخص پر تاوان نہیں۔

ہدایہ شریف میں ہے: **الوديعة أمانة في يد المودع إذا هلكت لم يضمنها لقوله عليه السلام: ليس على المستعير غير المغل ضمان، ولا على المستودع غير المغل ضمان** یعنی ودیعت مودع کے ہاتھ میں امانت ہے، جب ہلاک ہو گی تو کوئی ضمان نہیں، آپ علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے کہ زیادتی نہ کرنے والے مستعیر اور مستودع پر ضمان نہیں۔ اسکے تحت علامہ بدر الدین حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: **لأن المودع متبرع والتبرع لا يوجب ضمان حق لو سرقت عنده، وإن لم يسرق معها ماله لم يضمن عند أكثر أهل العلم** کیونکہ جسکے پاس امانت ہوتی ہے وہ احسان کرنے ولے کی طرح ہے، اور احسان کسی ضمن کو واجب نہیں کرتا، یہاں تک کے اگر اس سے وہ امانت والا مال چوری ہو گیا، اور اسی کے ساتھ رکھا اپنا ذاتی مال چوری نہ ہوا تو بھی اکثر اہل علم کے نزدیک ضمان نہیں۔ [بدر الدین العینی، البنایة شرح الهدایة، کتاب الدیعة، باب الضمان، ۱۰/۱۰۶]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

01 صفر المظفر 1445ء 19 اگست 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

پلمبر یا الیکٹریشن وغیرہ کا کام کے بعد اُتارا ہوا پُرانا سامان اپنے ساتھ لے جانا

سوال: مفتی صاحب پلمبر یا الیکٹریشن پرانا سامان اتارتے ہیں وہ اور استعمال شدہ شلوشن ٹیپ وغیرہ جو بچ جائے ساتھ لے جاتے ہیں کیا یہ لے جاسکتے ہیں؟ (سائل: محمد خرم عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پلمبر، الیکٹریشن وغیرہ کام کے بعد اتارا ہوا پرانا سامان مالک کی اجازت سے اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں، بغیر اجازت نہیں لے جاسکتے،ہاں البتہ پرانی سوشل ٹیپ وغیرہ دیگر ایسی اشیاء جن چیزوں کو عادۃ پھینک دیا جاتا ہو یا اس انداز میں ان کو چھوڑ دیا جاتا ہو جس سے سمجھا جائے کہ مالک کسی دوسرے کے لیے ان چیزوں کو لینے پر راضی ہے، تو ایسی چیزوں کو لینا جائز ہے۔

مشکوۃ شریف میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبر دار کسی پر ظلم مت کرو، کسی مسلمان کے لیے کسی کا مال اُس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔[أبو عبد الله، مشكاة المصابيح، كتاب البيوع ۲/۸۸۹]

جن چیزوں کو عادۃ پھینک دیا جاتا ہو اُن کے متعلق فتاویٰ شامی میں ہے: فيجوز أخذه؛ لأنه مما يرمى عادة فيصير بمنزلة المباح یعنی اس (گٹھلی وغیرہ) کو لینا جائز ہے، کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو عادۃ پھینک دیا جاتا ہے، پس یہ مباح کے درجے میں ہے۔(یعنی جن چیزیں کو پھینک دیا جاتا ہے انہیں لینا جائز ہے) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب اللقطة)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

21 ذوالحجۃ 1444ء 10 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY
AL RAZA QURAN-FIQH ACADEMY
قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز
آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

داڑھی کا خط بنوانا اور اسکی حد

سوال: مفتی صاحب چہرے پر داڑھی کے علاوہ گالوں اور گردن وغیرہ پر جو فالتو بال ہوتے ہیں، وہ کاٹ سکتے ہیں یا نہیں، اسکی کیا حد ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

داڑھی کی حد کانوں اور گالوں کے درمیان کنپٹیوں، جبڑوں اور ٹھوڑی پر اُگنے والے بالوں تک ہے۔ اس کے علاوہ جو بال رخسار اور گلے وغیرہ پر ہوتے ہیں اُن کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً جب یہ چہرے کی بدنمائی کا سبب بنیں تو انہیں صاف کر دینا چاہیے یونہی داڑھی کے ایک مشت سے زائد بال بھی کاٹ دینے چاہییں، یہ جائز ہے۔

درمختار مع ردالمحتار میں ہے: والسنۃ فیھا القبضۃ وھو أن یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منھا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکرہ محمد فی کتاب الآثار عن الإمام، قال وبہ نأخذ یعنی داڑھی میں سنت ایک مٹھی ہے اور وہ یہ کہ آدمی مٹھی میں داڑھی پکڑے اور جو زائد ہو اسے کاٹ دے، امام محمد علیہ الرحمتہ نے کتاب الآثار میں امام اعظم علیہ الرحمتہ سے ایسے ہی ذکر کیا ہے اور فرمایا ہم اسی کو لیتے ہیں۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد9، ص671، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں، ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضا اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے، جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں، یونہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں....... ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق و تقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد 22، ص596، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وقار الفتاوی میں ہے: رخساروں کے بال اور حلق کے نیچے گلے کے بال منڈوا سکتا ہے جسے خط بنانا کہتے ہیں، بچی (وہ بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں) اور اس کے طرفین کے بال منڈوانا مکروہ ہے۔

(وقار الفتاوی، جلد 1، ص 141، بزم وقار الدین)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

07محرم الحرام 1445ء 26 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

زمین سے معدنیات نکلے تو کتنا صدقہ دینا ہے اور کس کو دینا ہے؟

سوال: اگر زمین سے کوئی معدنیات نکل آئے تو اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنے فیصد حصہ ہو گا، اور وہ کن کن کو دیا جائے گا؟ (سائل: صداقت حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر وہ زمین مملوکہ ہے تو سب مال زمین کے مالک کا ہے، اور اگر وہ زمین مملوکہ نہیں مثلاً جنگل وغیرہ ہے تو کل مال کا پانچواں حصہ مساکین کو دیا جائے گا باقی نکالنے والے کا۔

ہدایہ شریف میں ہے: **معدن ذھب أو فضة أو حدید أو رصاص أو صفر وجد في أرض خراج أو عشر ففیه الخمس عندنا..... ولو وجد في دارہ معدنا فلیس فیه شيء عند أبي حنیفة رحمه اللہ** یعنی سونا، چاندی، لوہا، سیسہ، پیتل کی کان، خراجی زمین میں ہو یا عشری میں ہمارے نزدیک اُس میں پانچواں حصہ ہو گا ..... اور اگر کسی کے گھر میں یہ چیزیں ملیں تو امام صاحب کے نزدیک اس میں کچھ نہیں۔ [الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الزکوۃ، باب فی المعادن و الرکاز]

بہار شریعت میں ہے: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل، سونا چاندی نکلے، اس میں خمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے.... یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو کُل مالکِ زمین کو دیا جائے خمس بھی نہ لیا جائے..... خمس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہِ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطور خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ (بہار شریعت، کان اور دفینہ کا بیان، جلد 1، حصہ 5، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

12 صفر المظفر 1445ھ 30 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جنازہ پڑھانے کی وصیت

سوال: مفتی صاحب کیا یہ وصیت جائز ہے کہ مرنے کے بعد فلاں شخص یا فلاں علامہ صاحب میرا جنازہ پڑھائیں گے، اور کیا اس وصیت پر عمل کیا جائے گا؟ (سائل: شاہ نواز خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ولی کے علاوہ کسی اور شخص کے لیے جنازہ پڑھانے کی وصیت سے ولی کے جنازہ پڑھانے کا حق ختم نہیں ہوتا بلکہ جنازہ پڑھانے کا اصل حقدار وہی ولی ہی ہے، البتہ ولی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اُس شخص سے جنازہ پڑھوائے

فتاوی ہندیہ کے حوالے سے فتاوی شامی میں ہے: **لو أوصی بأن یصلی علیه غیر من له حق التقدم أو بأن یغسله فلان لایلزم تنفیذ وصیته ولا یبطل حق الولی بذلك** یعنی جس کو جنازہ پڑھانے کا شرعا حق ہے اُسکے علاوہ کے لیے اگر کسی نے، وصیت کی کہ وہ میرا جنازہ پڑھائے، یا یہ وصیت کی کہ فلاں مجھے غسل دے تو یہ وصیت نافذ نہ ہوگی اور اس سے ولی کا حق باطل نہ ہوگا۔ (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب تعظیم أولی الأمر واجب)

بہار شریعت میں ہے: میّت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوادے۔ (بہار شریعت، نماز جنازہ کا بیان، ج 1، حصہ 4، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

07 صفر المظفر 1445ء 25 اگست 2023ھ



الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O FIQH ACADEMY -FIQH ACADEMY

قرآن و فقہ کی تعلیم کا مرکز

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی وصیت

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا سارا مال صدقہ کر دینا، حالانکہ اسکی اولاد بھی ہے تو کیا سارا مال صدقہ کرنا ہو گا، حکم شرع کیا ہے؟ (سائل: حافظ ذوالفقار چشتی رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

کسی شخص کا اپنے مال سے وصیت کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اگر ورثاء تنگدست نہ ہوں تو وصیت کرنا مستحب ہے، لیکن اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی وصیت درست نہیں، کیونکہ شرعاً بندہ اپنے مال میں سے ایک تہائی حصے کی وصیت کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کی وصیت نافذ نہیں ہوتی، البتہ اگر کسی نے اس سے زیادہ کی وصیت کی اور اُسکی وفات کے بعد تمام ورثاء نے تہائی سے زیادہ وصیت نافذ کرنے کی اجازت دے دی اور وہ سب اجازت دینے کے اہل بھی ہوں، تو یہ وصیت بھی معتبر ہے۔

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: **وهي (الوصية) مندوبة...وهي مقدرة بالثلث و تصح للأجنبي مسلما كان أو كافرا بغير إجازة الورثة، وما زاد على الثلث وللقاتل والوارث تصح بإجازة الورثة، وتعتبر إجازاتهم بعد موته..... ويستحب أن ينقص من الثلث، وإن كانت الورثة فقراء لا يستغنون بنصيبهم فتركها أفضل** یعنی وصیت کرنا مستحب ہے۔۔اور یہ ایک تہائی مقرر ہے، اور کسی اجنبی (یعنی غیر وارث) کے لیے ایک تہائی تک، ورثاء کی اجازت کے بغیر جائز ہے چاہے اجنبی مسلم ہو یا کافر اور تہائی سے زائد یا قاتل کے لیے یا وارث کے لیے ورثاء کی اجازت کے ساتھ صحیح ہے، اور اجازت کا اعتبار موت کے بعد کیا جائے گا۔۔۔ وصیت میں مستحب ہے کہ تہائی سے کم ہو اور اگر ورثاء محتاج ہوں، اُنکا وراثتی حصہ اُنکو کافی نہ ہو تو وصیت نہ کرنا افضل ہے

[ابن مودود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الوصایا، ۵/۶۴]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

10 صفر المظفر 1445ھ 28 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کیا مال وراثت میں بھائیوں، بہنوں کا بھی حق ہے؟

سوال: کیا آدمی کی وراثت میں بھائیوں اور بہنوں کا بھی حصہ ہوتا ہے؟ (سائل: سیف اللہ شیخ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

وراثت کی بعض صورتوں میں بہن بھائیوں کو حصہ نہیں ملتا اور بعض صورتوں میں ملتا ہے مثلاً میت کے بیٹے، پوتے، باپ، دادا کی موجودگی میں انکا حصہ نہیں ہوتا، اور انکی عدم موجودگی میں یہ وراثت کے حقدار ہوتے ہیں، جسکی مختصر وضاحت یہ ہے کہ صرف ایک بہن ہو تو اُسے نصف (2/1)، اگر دو یا زائد ہوں تو وہ دو تہائی (3/2) لیں گی، اور اگر صرف ایک بھائی ہو تو وہ سارا مال لے گا، زیادہ ہوں تو سب بھائی تمام مال برابر برابر لیں گے، اور اگر میت کے بہن بھائی دونوں ہوں تو بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔

قرآن پاک میں ہے: اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ-وَ هُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ-فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ-وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ- ترجمہ: اگر کسی مرد کا انتقال ہو جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی (حصہ ہو گا) اور اگر بھائی بہن ہوں (جن میں) مرد بھی (ہوں) اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ (القرآن، النساء آیت نمبر 176)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: (ویسقط بنو الأعیان) وھم الإخوۃ لأبوین (بالابن وابنه وبالأب یعنی بیٹے، پوتے اور باپ کی موجودگی میں میت کے بہن بھائی ساقط یعنی وراثت سے محروم ہو جائیں گے۔ [الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الفرائض]

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

10 صفر المظفر 1445ھ 28 اگست 2023ء



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

وراثت میں میت کے پوتوں کا حق زیادہ ہے یا میت کے بھائیوں کا

سوال: مفتی صاحب اگر کسی کی دادی فوت ہو جائے تو وراثت میں پوتے کا حق زیادہ ہے یا دادی کے بھائیوں کا، کیا پوتا دادی کے بھائیوں سے اپنا حصہ لے سکتا ہے؟ (سائل: غفور خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مال وراثت میں، میت کے بیٹے نہ ہوں تو میت کے پوتوں کا حصہ میت کے بھائیوں پر مقدم ہے، بلکہ پوتوں کی موجودگی میں میت کے بھائیوں کا وراثت میں حصہ ہی نہیں، اصحاب فرائض کو دینے کے بعد سارا مال پوتوں کو مل جائے گا، کیونکہ پوتے، بھائیوں کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہیں۔ لہذا پوچھی گئی صورت میں شرعا پوتا اپنا حصہ دادی کے بھائی سے لینے کا حقدار ہے۔

علامہ عبد اللہ بن محمود موصلی حنفی علیہ الرحمتہ "الاختیار لتعلیل المختار" میں عصبات کی وراثت کے متعلق فرماتے ہیں: واقربهم جزء الميت وهم بنوه ثم بنوهم وان اسفلو ثم أصله وهو الأب، ثم الجد، ثم جزء أبيه، ثم بنوهم، ثم جزء جده، ثم بنوهم. یعنی اور ان میں سب سے زیادہ قریبی میت کا جزء ہے اور وہ میت کے بیٹے ہیں، پھر اس کے بیٹے (یعنی میت کے پوتے) اگرچہ نچلے درجے کے ہوں، پھر اصل میت یعنی مت کا باپ، پھر دادا، پھر میت کے باپ کا جزء (یعنی میت کے بھائی) پھر اُن کے بیٹے (یعنی میت کے بھتیجے)، پھر دادا کا جزء (یعنی میت کے چچے) پھر اُنکے بیٹے۔ [الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، الجزء الخامس، ۵/۹۳]

ایک اور مقام پر ہے: (ویسقط بنو الأعيان) وهم الإخوة لأبوين (بالابن وابنه وبالأب لأنهم أقرب یعنی بیٹے، پوتے اور باپ کی موجودگی میں میت کے بہن بھائی ساقط یعنی وراثت سے محروم ہو جائیں گے۔

[الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الفرائض، ۵/۹۵]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

19 ذوالحجۃ 1444ء 09 جولائی 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

وراثت کی تقسیم

سوال: مفتی صاحب، ایک عورت فوت ہوئی جس نے ورثاء میں سے، خاوند، دو بیٹے، دو بیٹیاں، ماں، باپ، اور چار بھائی، ایک بہن، چھوڑی ہے اب اس کی وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟ (سائل: عبد الرحیم باروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر وارثوں کی معلومات درست ہیں تو میت کا قرض ادا کرنے کے بعد اور جائز وصیت کی صورت میں باقی ماندہ مال کے ایک تہائی سے وصیت کی ادائیگی کے بعد، میت کی کل جائیداد کے 72 حصے کیے جائیں گے جن میں سے 18 حصے شوہر کو، 12 حصے والد، 12 والدہ اور باقی 30 حصوں میں سے ہر بیٹے کو 10،10 اور ہر بیٹی کو 5،5 حصے ملیں گے۔ اور اس صورت میں میت کے بہن بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ از 72 = 6 X 12

میـــــــــــــــــــــــــــــــــت

شوہر	والد	والدہ	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بھائی	بہن
1/4	1/6	1/6	عصبـــــــــ		ـــــــــــــہ		مـــحـــروم	
6x3	6x2	6x2		30=6x5				
18	12	12	10	10	5	5		

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالحسن محمد حق نواز مدنی

30 صفر المظفر 1445ء 17 ستمبر 2023ھ



الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ
AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY
قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کیا باپ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والی اولاد کو وراثت میں حصہ ملے گا؟

سوال: مفتی صاحب، ایک شخص کی وفات کے دو سال بعد بچے کی پیدائش ہوئی تو وراثت کا کیا حکم ہے؟ ملے گی یا نہیں؟ ملے گی تو کب اور کتنی؟

(سائل: محمد احمد سعیدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مرحوم کی وفات کے دو سال بعد پیدا ہونے والے بچے کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا کیونکہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، نیز اگر میت کا حمل، دو سال سے کم میں پیدا ہو، اور ابھی تک عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا تو وراثت میں اسکا حصہ ہوگا، تقسیم میراث کے وقت حمل کے لیے ایک لڑکے یا لڑکی کا حصہ جو بھی زیادہ ہو موقوف رکھ کر تقسیم کیا جائے گا۔

در مختار میں ہے: **واعلم أنه إذا كان الحمل منه فإنما يرث إذا ولد لأقل من سنتين ولم تكن المرأة أقرت بانقضاء عدتها فلو لتمام السنتين أو أكثر أو أقرت بانقضاء العدة فلا** یعنی جب میت کی طرف سے حمل ہو تو وہ وارث بنے گا جبکہ دو سال سے کم میں پیدا ہوا ہو، اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو، پس اگر دو سال مکمل ہونے پر یا اس سے زیادہ عرصے کے بعد پیدا ہوا یا عورت نے اس سے قبل عدت ختم ہونے کا اقرار کر لیا تھا تو حمل وارث نہیں ہوگا۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب الفرائض، فصل فی الغرقی، والحرقی وغیرهم، ۶/۸۰۱]

ایک اور مقام پر ہے: **(ووقف) (للحمل حظ ابن واحد) أو بنت واحدة أيهما كان أكثر وعليه الفتوى** اور حمل کے لیے ایک لڑکے یا لڑکی کا حصہ جو بھی زیادہ ہو موقوف رکھا جائے گا، اور اسی پر فتویٰ ہے۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب الفرائض، فصل فی الغرقی، والحرقی وغیرهم، ۶/۸۰۰]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن محمد حق نواز مدنی

07 ربیع الاول 1445ء 24 ستمبر 2023ھ



Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267